REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہٖ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP 3.

جلد ۳۳　　شمارہ ۴۲

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:۔ خورشید احمد انور
نائب:۔ جاوید اقبال اختر

شرحِ چندہ
سالانہ ۳۶ روپے
ششماہی ۱۸ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۲۰ روپے
فی پرچہ ۷۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN — 143516

۲۲ محرم ۱۴۰۵ ہجری　　۱۸ اخاء ۱۳۶۳ ہش　　۱۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۴ اخاء (اکتوبر) ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، ہفتہ زیر اشاعت کے دوران لندن سے بذریعہ ڈاک موصولہ تازہ اطلاعات کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں ۔ اور رات دن مہمّاتِ دینیہ کے سر کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں ۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں ۔

قادیان ۱۴ اخاء (اکتوبر) ۔ حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی ۔ احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کرتے رہیں ۔

● ـــ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیّدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ و بچگان مورخہ ۸۴/۱۰/۱۳ کی شام بخیر و عافیت قادیان تشریف لے آئے ۔ الحمد للہ ۔

● ـــ مقامی طور پر جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں ۔ ثم الحمد للہ ۔

صوبہ گجرات کے دار الحکومت

احمد آباد میں دس افراد کا قبولِ احمدیت اور سات افراد کی تجدیدِ بیعت

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر انچارج مبلغ گجرات و مہاراشٹر

جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۸۳ء کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل ہونے پر حضور انور نے خاکسار کو صوبہ گجرات میں تبلیغ کی جانب خصوصی توجہ دلائی ۔ اور اس ضمن میں بیش قیمت نصائح سے نوازا ۔ چنانچہ امام ہمام ایدہ اللہ کے ان ارشادات کی تعمیل میں جماعتِ احمدیہ مہاراشٹر نے صوبہ گجرات میں تبلیغ کا خصوصی پروگرام بنایا ۔ اور اس کے مختلف علاقوں میں تبلیغی وفود بھجوانے کا فیصلہ کیا ۔

پہلے تبلیغی وفد کے طور پر مکرم منیر احمد صاحب صدر جماعتِ احمدیہ پونہ ۔ مکرم عبدالشکور صاحب ہریکر بمبئی اور خاکسار مورخہ ۸۴/۹/۲۳ کو احمد آباد کے لئے روانہ ہوئے ۔ واضح رہے کہ گجرات میں ہماری کوئی باقاعدہ جماعت نہیں ہے ۔ تقسیمِ ملک سے پہلے تو یہاں احمدی موجود تھے ۔ مگر تقسیمِ ملک کے بعد وہ دوسرے مقامات پر منتقل ہو گئے ۔ اور اس طرح یہ پورے کا پورا صوبہ خالی ہو گیا ۔

احمد آباد پہنچتے ہی سب سے پہلے ریلوے اسٹیشن سے قریبی مسجد جھولا مینار میں نماز ادا کر کے سفر کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی ۔ پھر ایک غیر از جماعت دوست محمد افضل صاحب کے مکان میں قیام کا انتظام کرنے کے بعد احمد آباد کے دو کثیر الاشاعت گجراتی اخبارات "گجرات سماچار" اور "سندیش" میں مندرجہ ذیل اشتہار دیا گیا:—

"امام مہدی علیہ السلام آ گئے ہیں ۔"
لٹریچر اور تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر لکھئے :۔

P. Box : 4583
BOMBAY- 8.

ہر دو اخبارات کے مینیجر صاحبان بڑی ہی عزت سے پیش آئے ۔ سندیش کے مینیجر صاحب نے تو یہاں تک کہا کہ اخبار کی ایک اشاعت میں آپ کی طرف سے اشتہار شائع ہو گا اور دوسری میں ہماری طرف سے ـــ ہر دو اخبارات میں اشتہار چھپنے کے بعد اب تک صرف دو دن کی ڈاک میں صوبہ گجرات کے مختلف شہروں اور دیہات سے بفضلہٖ تعالیٰ ۹۲ خطوط موصول ہو چکے ہیں جن میں گجراتی زبان میں لٹریچر بھجوانے کا مطالبہ کیا گیا ہے ـــ !!

اسی روز معلوم ہوا کہ یہاں تیاپور (کرناٹک) کے ایک احمدی نوجوان بھی رہتے ہیں ۔ اُن سے رابطہ قائم ہونے پر تین اور احمدی نوجوانوں کا بھی علم ہوا ۔ ایک دوست تو رح اہل و عیال یہاں مقیم ہیں ۔ ایک لمبے عرصے سے اس علاقے میں مقیم ہونے کی وجہ سے اُن کا مرکز اور جماعت سے رابطہ منقطع ہو چکا تھا ۔ حتیٰ کہ انہوں نے اب تک خلافتِ رابعہ کی بیعت بھی نہ کی تھی ۔ چنانچہ اسی روز چار نوجوانوں، ایک خاتون اور دو بچوں نے تجدیدِ بیعت کی ۔ شام کو عبدالعزیز صاحب کے مکان پر ایک جلسہ منعقد ہوا ۔ جس میں عبدالشکور صاحب کی تلاوت کے بعد خاکسار نے مختلف تبلیغی و تربیتی اُمور پر روشنی ڈالی ۔ بعد ازاں انتخاب کروایا گیا ۔ اور اس طرح احمد آباد میں جماعت کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا ۔

مکرم محمد افضل صاحب جن کے مکان میں ہم مقیم تھے مکرم منیر احمد صاحب صدر جماعت پونہ کے عزیزوں میں سے ہیں ۔ اُن کو تبلیغ کی جاتی رہی ۔

(باقی دیکھئے صلا پر)

جلسہ سالانہ قادیان

۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۳ہش / ۱۹۸۴ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال جلسہ سالانہ قادیان انشاء اللہ تعالیٰ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۳ہش / ۱۹۸۴ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا ۔ احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع فرمائیں ۔ اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس روحانی اجتماع میں شرکت فرما سکیں ۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ۔"

(الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:۔ عبدالرحیم و عبدالرؤف، مالکان حمید ساری مارٹ ۔ صالح پور کٹک ۔ (اڑیسہ)

کے صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر:۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۸ ر اخاء ۱۳۶۳ ہش

رُوحانی جماعتوں پر آنے والے ابتلاؤں کی حکمت

مذاہبِ عالم کی تاریخ اِس حقیقت پر شاہدِ ناطق ہے کہ ابتدائے آفرینش سے آج تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنے بھی انبیاء اِس دُنیا میں آئے بلا استثناء اُن سب کو اور اُن کے ماننے والوں کو اپنی ہی قوم اور ہم وطنوں کے ہاتھوں شدید ترین جسمانی اور ذہنی اذیتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ اور باوجود اِس کے کہ وقت کا ہر برگزیدہ مامور اپنی تائید و نصرت میں بے شمار عقلی و نقلی دلائل اور ستاروں سے کہیں زیادہ روشن اَن گنت آسمانی نشانات لے کر مبعوث ہُوا، فرزندانِ تاریکی نے اپنی بدبختی کے باعث نہ صرف اُن کی آواز پر کان دھرنے کی مطلق کوئی پرواہ نہیں کی۔ بلکہ اس کے اور اس کے ماننے والوں کے خلاف ظُلم و ستم کا بازار گرم کرنے میں بھی قطعاً کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مگر قربان جایئے ان پیکرانِ خلوص و وفا کے کہ مخالفتوں کی تیز و تُند آندھیاں بھی اُن کے پائے صبر و ثبات میں کبھی کوئی لرزش پیدا نہ کرسکیں۔ بلکہ معاندانہ شورشوں کے ہر بڑے سے بڑے طوفان سے کُلیتہً بے نیاز رہ کر وہ پُوری یکسوئی اور خاطر جمعی کے ساتھ اپنے اُس مقدس رُوحانی مشن کی تکمیل میں کوشاں رہے جو اُن کی خوش بختی اور سعادت مندی کے نتیجہ میں انہیں جنابِ الٰہی سے تفویض ہُوا تھا۔ اور جس کی حفاظت انہیں اپنی زندگیوں سے بھی زیادہ عزیز تھی۔ چنانچہ راہِ حق میں ایک مدت تک ابنائے روزگار کی اِن تمام تر چیرہ دستیوں کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے بعد بالآخر ان ہی کو فتح و کامرانی اور حقیقی رُوحانی خوشیوں سے معمور وہ حسین صبح بھی دیکھنا نصیب ہوئی جو اُن کی زندگی بھر کی قربانیوں کا حاصل اور اُن کا مقصدِ حیات تھی۔

تاریخِ کائنات کے ہر دَور میں مامورینِ الٰہی کی جماعتوں پر آنے والے ابتلاء و آزمائش کے یہ کٹھن ادوار اپنی ابتدائی حالت میں بظاہر انتہائی سخت اور مشکل دکھائی دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض اوقات ان کی سختی کی تاب نہ لاکر کمزور طبیعت کے لوگ جادۂ استقامت سے دُور بھی جا پڑتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی وہ قدیمی سُنّت جس کا ذکر اُس نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ کے پُرشوکت الفاظ میں کیا ہے ہمیں یہی بتاتی ہے کہ رُوحانی جماعتوں پر وارد ہونے والے تشویشناک حالات انجام کار اُن کے لیے رحمت اور انعام کا موجب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ جماعتِ مومنین کو مخاطب کرکے سُورۃ البقرہ میں فرماتا ہے :-

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ
الْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ
مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ
صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

(آیات ۱۵۶ تا ۱۵۸)

ترجمہ :- اور ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی کے ذریعہ سے ضرور آزمائیں گے۔ اور اَے رسول! تو ان مصائب پر صبر کرنے والوں کو خوشخبری سُنا دے۔ ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت آئے تو وہ گھبراتے نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ راہِ حق میں اللہ کے پیاروں کی آزمائش ضرور ہوتی ہے۔ اور انہیں صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی پاداش میں اپنے مخالفین کی طرف سے ہمہ اقسام مصائب اور مشکلات سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ تاہم اس آزمائش کا مقصد انہیں کُچلنا یا تباہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ مزید اعلیٰ ترقیات اور کامیابیوں سے ہمکنار کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ جو لوگ آزمائش کی ان گھڑیوں میں صبر و ثبات کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ اپنے مولیٰ کی جناب سے بے شمار دینی اور دُنیوی انعامات کے وارث قرار پاتے ہیں۔ منجملہ ان انعامات کے ایک عظیم الشان انعام یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقیقی ہدایت نصیب ہوتی ہے جس کی بدولت وہ اپنے پیشِ نظر بلند تر مقاصد کی راہ میں ہمہ اقسام مشکلات اور دُشواریاں حائل ہونے کے باوجود انجام کار کامیاب و کامران کیے جاتے ہیں۔ اور سچ پوچھیئے تو رُوحانی جماعتوں پر آنے والے ابتلاؤں اور مصائب کی تہہ میں پوشیدہ اس گہری حکمت پر یقینِ کامل ہی ہوتا ہے جو انہیں ہر مشکل سے مشکل وقت کا نہایت جرأتمندی اور خندہ پیشانی کے ساتھ مقابلہ کرنے کا حوصلہ عطا کرتا ہے۔

آج پاکستان میں بسنے والے ہمارے تمام احمدی بھائی اور بہنیں حکومتِ وقت کی انگیخت پر زندگی کے ہر شعبہ میں جس قدر دشواریوں اور پریشانیوں سے دوچار ہیں اُن کا تصور کرنے سے ہی ہمارے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ مگر اِن تمام تر مشکلات اور پریشانیوں کے باوجود جب ہم اُن کے ناقابلِ شکست عزائم اور بلند حوصلوں کی ایمان افروز تفاصیل سُنتے ہیں تو احترام اور عقیدت کے جذبہ سے سرشار ہوکر ہمارے دِل اُن کی راہ میں نچھاور ہونے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ اُن کے سینوں میں مومنانہ عزم اور بلند حوصلگی کی اس شمع کو فروزاں کرنے والا بھی سرورِ کائنات و فخرِ موجودات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ جلیل القدر رُوحانی فرزند ہی ہے جس کے یہ پُرشوکت الفاظ آج بھی ہر احمدی کے کانوں میں گونج رہے ہیں کہ :-

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خُدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خُدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر طرف سے اِس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہوجائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تا خُدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٔ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا۔ اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو آخر تک صبر کریں گے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دُنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔" (الوصیّۃ صفحہ ۹ ، ۱۰)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ ایسے ہر ابتلاء میں استقامت عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔ — خورشید احمد انور

أئمۂ تکفیر سے

اور زار اپنا حالِ زار کرو   ہاں کرو اور مجھ پہ وار کرو
ہوشیار اَے اَئمّۂ تکفیر   دلقِ اُمّہ نہ تار تار کرو
جبر و اِکراہ کی سیاہی سے   اپنا دامن نہ داغدار کرو

کیا ضروری ہے یہ کہ بن کے شُریح   رُوحِ ابنِ علیؓ پہ وار کرو
شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ سے   کُفر کے تیشہ آر پار کرو
قید کرکے امام مالکؒ کو   باندھ کر اُونٹ پر سوار کرو
پابجولاں ہو ابنِ حنبلؒ پھر   کوئی منصور زیبِ دار کرو
گر بُو بکرؒ نابلس سے اُٹھے   کھال کھنچوا دو اور نہ عار کرو
جی اُٹھے گر شہیدِ بالاکوٹ   فتویٔ کُفر سے دو چار کرو
ابنِ عربیؒ ہو یا غزالیؒ ہو   تیرِ تکفیر سے شکار کرو
یُوں نہ تاریخ اپنی دُہراؤ   یادِ بغداد اور تتار کرو

مقتدر ہے خُدائے مجبوراں   جبر کی رہ نہ اختیار کرو
گِن سکو تو گِنو کرم اُس کے   اپنی نادانیاں شمار کرو

ہے کھڑی سر پہ ظُلم کی پاداش
اب کرو یا نہ اعتبار کرو

عبدالمنّان ناہید
(بشکریہ ہفت روزہ لاہور ۱۵ ستمبر ۱۹۸۴ء)

مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمودہ

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے

رُوح پرور اور بصیرت افروز خطبات

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ رُوح پرور خطبات جو حضور پُر نور نے علی الترتیب ۶ر تبوک (ستمبر) کو عید الاضحیہ کے موقعہ پر اور ۷ر تبوک (ستمبر) بروز جمعۃ المبارک مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمائے کیسٹس کی مدد سے احاطۂ تحریر میں لاکر ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ ناظرین کر رہا ہے (ادارہ)

خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ ۶ر تبوک (ستمبر)

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کریمہ تلاوت فرمائیں :-

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى
الْقُلُوْبِ ○ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى
ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ○ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ
جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ
مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۗ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَا
ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ
اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
يُنْفِقُوْنَ ○ (الحج : ۳۳ تا ۳۶)

اور پھر فرمایا :-

آج قربانی کی عید ہے۔ اور اس عید کے تعلق میں ایک پس منظر بیان کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے جو پس منظر قربانیوں کا بیان فرمایا اس بیان سے

بہت بنیادی اختلاف

ہے جو بائبل نے بیان کیا ہے۔ اگرچہ یہود اور عیسائی نہ تو اس دن کو مناتے ہیں۔ نہ اس دن کو منانے سے متعلق کوئی روایات اُن کے ہاں ملتی ہیں۔ لیکن جہاں تک ذبیح اللہ کا تعلق ہے۔ اور اُس مقام کا تعلق ہے جس کا ان قربانیوں سے ایک پرانا رشتہ چلا آرہا ہے۔ ان دونوں اُمور میں ان کی رائے قرآن کریم سے بالکل مختلف ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ قربانیوں کی عید جو تم منا رہے ہو اس کا تعلق بَيْتِ الْعَتِيْق سے ہے۔ یعنی خدا کا وہ سب سے پرانا گھر جسے اللہ تعالیٰ نے عبادت کے لئے بندوں کو عطا فرمایا وہ کب بنا؟ اس کی تاریخ ہمارے پاس محفوظ نہیں۔ لیکن اس کی تجدید کی تاریخ ہمیں معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں اس کی از سرِ نو تعمیر کی گئی۔ لیکن بَيْتِ الْعَتِيْق کے لفظ بتاتے ہیں کہ وہ قدیم ترین گھر ہے۔ ANCIENT ترجمہ ہے عتیق کا۔ اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو پہلا گھر بنایا تھا خدا کی عبادت کی خاطر، یہ وہی گھر ہے۔ اس کے ساتھ قربانیوں کی ایک تاریخ منسلک ہے۔ اور وہ تاریخ بہت دیر سے چلی آرہی ہے۔ اور اسلام سے پہلے بھی عربوں میں اس بیت عتیق کے تعلق میں قربانیاں پیش کی جاتی تھیں۔ اور حج منایا جاتا تھا۔

اس کے برعکس بائیبل کا بیان یہ ہے کہ

وہ گھر جس کے ساتھ قربانیوں کا تعلق ہے

وہ یروشلم میں ایک مقدس پہاڑ ہے جس پر ہیکل موجود تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے اسحٰق کو وہاں لے جاکر قربانی کی کوشش کی۔ ان دو بیانات میں ٹکراؤ ہے لیکن خود بائبل کے نسبتاً زیادہ انصاف پسند مفسرین اس بات کو خوب کھول کر بیان کر چکے ہیں کہ بائیبل کا یہ بیان لازماً غلط ہے۔ اور الحاقی ہے۔ پیکس ( ) اپنی کامنٹری (COMMENTARY) میں لکھتا ہے کہ یہ کہنا کہ یروشلم میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت اسحٰق کو لے کر گئے تھے۔ اور وہاں کوہِ مقدس پر جہاں ایک ہیکل بھی موجود تھا، وہاں قربانی کی کوشش کی گئی، صراحتاً بداہتاً غلط ہے کیونکہ جس وقت حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کا زمانہ تھا، یعنی حضرت اسحٰقؑ کی قربانی کرنے کا وقت بتایا جاتا ہے۔ اس وقت یروشلم غیروں کے قبضہ میں تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہاں جانے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ نہ تاریخ سے ثابت ہے، نہ عقل اس کو تسلیم کر سکتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت اسحٰقؑ کو وہاں لے کے گئے۔

تو جہاں تک بیت کا تعلق ہے قرآنی بیان واضح طور پر اور صریحاً بالکل درست ثابت ہوتا ہے کہ وہ گھر یہ بہرحال نہیں ہے۔ اور اس گھر سے روایات بھی کوئی وابستہ نہیں ہیں۔ اس لئے جو گھر قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے جس سے دیرینہ تاریخی روایات وابستہ ہیں، اس کے سوا اور کوئی گھر ہو نہیں سکتا۔

دُوسرا اختلافی پہلو

بیٹے سے متعلق ہے کہ کس بیٹے کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا، اور کس طرح پیش کیا؟ ان دونوں اُمور میں قرآن کریم کا بائیبل سے بنیادی اختلاف ہے۔ بائیبل کے نزدیک حضرت اسحٰقؑ کو قربانی کے لئے پیش کیا گیا اور قرآن کریم کے نزدیک غُلٰمٍ حَلِيْمٍ کو یعنی حضرت اسمٰعیلؑ کو قربانی کے لئے پیش کیا گیا۔ قرآن کریم نے حضرت اسحٰقؑ کا ذکر غُلٰمٍ عَلِيْمٍ سے کیا ہے۔ یعنی صاحب علم غلام بیٹا۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ کا ذکر غُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے کیا ہے۔ ان دونوں صفات میں فرق کرکے دونوں بیٹوں کی تعیین میں فرق کرکے دکھا دیا۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے، بائیبل کے اپنے بیانات میں ایسے بنیادی اختلافات موجود ہیں جن سے اُن کی کہانی کسی طرح بھی قابلِ قبول نہیں ہوتی۔ بائیبل کے تین ماخذ ہیں۔ جن سے یہ جوڑ توڑ کر، مختلف ماخذ کو ملا کر وہ بائیبل تیار کی گئی جو آجکل عُرفِ عام میں بائیبل کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں کئی اختلافات ہیں۔ اور مختلف وقتوں میں اس میں ترامیم کی جاتی رہیں ترجمے کی اصلاح کے نام پر۔ ایک بائیبل وہ ہے جو "جیہوا" کا ذکر کرتی ہے خدا کے طور پر۔ اس کو جے (J) ماخذ کہتے ہیں۔ یعنی "جیہوا" کیونکہ پہلا حرف اس کا جے (J) ہے اس لئے اس کو جے (J) ماخذ کہا جاتا ہے۔ دوسرا ماخذ بائیبل کا وہ ہے جس میں خدا کی طرف "جیہوا" کی بجائے "ایلوہیم" کے نام سے اشارہ کیا گیا ہے۔ اسے ماخذ اِی (E) کہتے ہیں۔ اور ایک ماخذ جو کاہنوں کا ماخذ کہلاتا ہے اُسے ماخذ پی (P) کہتے ہیں۔

جہاں تک اس بات کا ذکر ہے بیٹا کونسا تھا؟ پہلا تھا یا دوسرا تھا؟ اسحٰق نام کا ذکر تھا بھی کہ نہیں؟ ان تینوں ماخذ میں اختلاف ہے۔ مثلاً جے (J) ماخذ کہیں بھی حضرت اسحٰقؑ کا ذکر نہیں کرتا۔ اور "ایلوہیم" والا ماخذ (اِی ماخذ) حضرت اسحٰقؑ کا

"شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائیگا"
(کشتی نوح)

پیشکش { گلوب ایکسپورٹرز ۲ رابندرا سرانی - کلکتہ ۷۰۰۰۷۳ }
فون :- 27-0441
گرام :- "GLOBEXPORT"

نام داخل کرتا ہے۔ چنانچہ

بہت سے عیسائی مصنفین اس کو الحاقی قرار دیتے ہیں

خود۔ اُن کے نزدیک اسحٰقؑ کا ذکر اس ماخذ میں نہیں تھا۔ یہ تخمینہ لگا کر یا اندازہ لگا کر اسحٰقؑ کو داخل کیا گیا ہے۔ اور پہلے ماخذ سے بھی جہاں استنباط کیا جاتا ہے کہ حضرت اسحٰقؑ مُراد ہیں وہاں بھی تراجم میں اتنا فرق ہے کہ اس بیان کا غلط ہونا اسی سے ثابت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اصل لفظ جو عبرانی میں استعمال ہُوا وہ وَلَدُ یحدید تھا۔ یعنی پہلا اور اکلوتا بیٹا۔ پہلا اور اکلوتا بیٹا کو اگر بائیبل کے تفسیر کرنے والے یا بائیبل کے پیچھے چلنے والے تسلیم کر لیتے تو پہلا بیٹا تو حضرت اسمٰعیلؑ تھے۔ اس لئے ان کے لئے مشکل پیش آجاتی کہ جس قربانی کو اسمٰعیلؑ سے چھین کر اسحٰقؑ کے ذمے لگانا چاہتے ہیں وہ قربانی واپس اسمٰعیلؑ کی طرف چلی جاتی۔ اس لئے انہوں نے ولدُ یحدید کی بجائے ولدُ یدید پڑھ کر اس کا ترجمہ ولدُ یدید والا کر دیا۔ یعنی بہت پیارا اور محبوب بیٹا۔ حالانکہ واضح اور قطعی طور پر ثابت ہے کہ بائیبل میں عبرانی میں جو اصل الفاظ ہیں وہ ولدُ یحدید ہیں نہ کہ ولدُ یدید۔ اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ یدید لفظ اصل میں عربی کی بگڑی ہوئی صورت ہے جو وُدّ سے نکلی ہے۔ وُدّ کہتے ہیں محبت کو۔ اور یحدید واحد سے یا احد سے نکلا ہے۔ اس کا مطلب ہے ایک۔ اس کے ساتھ اور کوئی نہیں تھا۔ تو چونکہ لفظ ملتے جلتے تھے اور نیتیں بگڑی ہوئی تھیں۔ اس لئے ان کے تراجم میں عمداً بد دیانتی سے کام لیا گیا اسلام کے ظہور کے بعد۔ کیونکہ اس وقت اگر یہ دعویٰ یہود اور عیسائیوں کو تسلیم ہوتا کہ اصل قربانی والا بیٹا جس کا خاص طور پر ذکر ہے وہ حضرت اسماعیلؑ ہیں تو اسلام کا پس نہایت ہی شاندار اُن کو دکھائی دیتا۔ اور عیسائیوں کے لئے یا یہود کے لئے

اسلام کو قبول کرنا بہت آسان ہو جاتا

اس لئے بضد انہوں نے ظہورِ اسلام کے بعد یہ بد دیانتیاں کی ہیں۔ یحدید کو یدید سے بدلا۔ احد کو محبوب میں تبدیل کیا۔ اور اس طرح زبردستی اس قربانی کو ایک بیٹے سے اُٹھا کر دوسرے بیٹے کی طرف منتقل کرنے کی کوشش کی۔

تو جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بیٹا کونسا تھا؟ اس میں بھی بڑا اختلاف ہے اور بیٹا کون سا تھا؟ صرف یہ بحث نہیں ہے۔ بیٹے کی قربانی کیسے دی گئی؟ یہ ایک بڑا بنیادی اختلاف بھی ہے۔ چنانچہ بائیبل کا بیان جب آپ پڑھتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ بائیبل اس قربانی کو ایک زبردستی کی قربانی قرار دیتی ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کا جو نقشہ کھینچتی ہے وہ انتہائی ظالمانہ اور خوفناک ہے۔

بائیبل کے الفاظ

یہ ہیں۔ پیدائش باب ۲۲ میں اس کا ذکر ہے :۔

"تُو اپنے بیٹے اضحٰق کو جو تیرا اکلوتا ہے اور جسے تو پیار کرتا ہے ساتھ لے کر موریا کے ملک میں جا۔" (اب یہاں لفظ اکلوتا بھی لازماً الحاقی ہے کیونکہ حضرت اسحٰقؑ تو اکلوتے بیٹے نہیں تھے۔ جب یہ مسلّم ہے سب کو کہ حضرت اسمٰعیلؑ پہلے تھے تو حضرت اسحٰقؑ کا اکلوتا ہونا بالکل غلط ہے) "جسے تُو پیار کرتا ہے۔" (اب اکلوتا کے ساتھ "جسے تُو پیار کرتا ہے" کا لفظ یہ غالباً وہی یدید والا لفظ شامل کر کے انہوں نے ترجمہ کر لیا) "ساتھ لے کر موریا کے مُلک میں جا۔ اور وہاں اسے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤں گا سوختنی قربانی کے طور پر چڑھا۔ تب ابراہام نے صبح سویرے اُٹھ کر اپنے گدھے پر چار جامہ کسا۔ اور اپنے ساتھ دو جوانوں اور اپنے بیٹے اضحٰق کو لیا اور سوختنی قربانی کے لئے لکڑیاں چیریں اور اُٹھ کر اس جگہ کو جو خدا نے اُسے بتائی تھی روانہ ہُوا۔"

(یعنی قطع نظر اس کے کہ یہ سارا قصّہ ہی فرضی ہے جیسا کہ پیٹس کی کامنٹری بتا رہی ہے کہ جہاں کہا جاتا ہے کہ ابراہیمؑ گئے بیٹے کو لے کر، وہ جگہ تو اُن کے اختیار میں ہی نہیں تھی۔ وہاں داخل ہونا ان کے لئے ناممکن تھا۔ اور علاوہ ازیں قطعاً کوئی ثبوت کسی قسم کا تاریخی نہیں ملتا کہ اس جگہ کوئی ہیکل بھی موجود تھا۔ تو یہ سارا قصّہ ہی فرضی ہے۔ لیکن پھر آگے دیکھئے کہ قربانی کس طرح کی؟)

"وہاں ابراہام نے قربان گاہ بنائی۔ اور اس پر لکڑیاں چُنیں اور اپنے بیٹے اضحاق کو باندھا۔ اور اُسے قربان گاہ پر لکڑیوں کے اوپر رکھا اور ابراہام نے ہاتھ بڑھا کر چُھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ تب خداوند کے فرشتے نے اُسے آسمان سے پکارا، اے ابراہام! اے ابراہام! اُس نے کہا میں حاضر ہوں۔ پھر اُس نے کہا تو اپنا ہاتھ لڑکے پر نہ چلا۔" (اس طرح گویا کہ قربانی جو تھی اس سے بیٹے کی جان بچائی گئی اور اس کے بدلے پھر کیا ہُوا؟) "ابراہام نے نگاہ کی اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا جس کے سینگ جھاڑی میں اٹکے تھے تب ابراہام نے جا کر اس مینڈھے کو پکڑا اور اپنے بیٹے کے بدلے سوختنی قربانی کے طور پر چڑھایا۔"

یہاں بہت سی باتیں غلط ہیں۔ لیکن اس وقت یہ بحث نہیں ہے کیونکہ اس سے مضمون پھیل جائے گا۔ اور اصل موضوع سے ہٹتا چلا جائے گا۔ جو قربانی کی طرز بیان کی گئی ہے۔ اس میں واضح زبردستی بتائی گئی ہے۔ اور نہایت ہی ظالمانہ قربانی بتائی گئی ہے کہ لکڑیوں کی چتا چُن کے بیٹے کو دِکھا کر کہ یہاں تمہیں جلایا جائے گا۔ دو ساتھ جوان پکڑے اور انہوں نے زبردستی باندھا اس کے اوپر۔ اور پھر وہ اپنے ہاتھ سے چھری پھیرنے لگے۔ قرآن کریم نے جو بیان کیا ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے۔

قرآن کریم کا نقشہ

اس قربانی کے مقابل پر یہ ہے کہ ہرگز کسی قسم کی کوئی زبردستی نہیں کی گئی۔ نہ ابراہیمؑ اس مزاج کے تھے۔ نہ کوئی بھی مذہب اس بات کا حق دیتا ہے کہ کسی دوسرے کی قربانی زبردستی لی جائے۔ چنانچہ قرآن کریم یہ نقشہ کھینچتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے کو اس وقت ساتھ لیا جب کہ وہ ہوش میں تھا۔ نہ صرف باتیں کر سکتا تھا بلکہ فیصلے کر سکتا تھا۔ یعنی بلوغت کو پہنچ گیا تھا یا پہنچ رہا تھا۔ اس وقت اس کو ساتھ لیا۔ اور اکیلے تھے۔ اور کوئی ساتھ نہیں تھا۔ کیونکہ کسی زبردستی کی ضرورت کوئی نہیں تھی۔ کوئی چتا نہیں بنائی گئی۔ بلکہ بیٹے سے پوچھا کہ میں نے ایک رؤیا میں دیکھا ہے اَنِّیْ اَذْبَحُکَ کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ تو مجھے بتا کہ تیرے نزدیک اس کی کیا تعبیر ہو سکتی ہے؟ یا کیا تیرا ارادہ ہے؟ کیسی انسانی قدروں کو زندہ کرنے والا واقعہ ہے۔ باپ کو بتایا جاتا ہے کہ بیٹے کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ باپ اپنے بیٹے کے اُوپر اپنی نیکی ٹھونستا نہیں۔ اگر کسی غیر کی قربانی لینے کا حق خدا تعالیٰ دے سکتا تھا تو باپ کو دے سکتا تھا کہ بیٹے کی لے۔ اس سے زیادہ حق تام نہیں ہو سکتا۔ لیکن واضح وجہ دیکھنے کے باوجود باپ بیٹے کو اختیار دے رہا ہے اور پوچھ رہا ہے کہ میں تو اپنے نفس کی قربانی کروں گا جب تجھے ذبح کروں گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ تیری رائے کیا ہے؟ جب تک تُو ہاں نہیں کہے گا مجھے کوئی حق نہیں ہے کہ میں تجھے ذبح کروں۔ کتنا عظیم الشان

اِنسانی قدروں کو زندہ کیا گیا

اور کیسی عُمدہ حفاظت کی گئی؟ اس پر بیٹا یہ جواب دیتا ہے، اُسی باپ کا تربیت یافتہ تھا۔ اِفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ۔ اے میرے باپ! جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے وہ کر۔ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔ میں بھی تیری ہی طرح ہوں۔ تیری ہی اولاد ہوں۔ تُو دیکھے گا کہ میں بھی صبر کرنے والوں میں سے ہوں۔ جب یہ جواب پایا تو پھر اوندھا لِٹا دیا۔ اس لئے کہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھا جا سکے۔ نہ باپ بیٹے کو دیکھ سکے کہ کیا کیفیت ہے، نہ بیٹا باپ کو دیکھ سکے۔ حضرت ابراہیمؑ کا جو نقشہ ہے؟ کلام کرتا تھا وہ، کیسے ممکن تھا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے منشاء کا علم نہ ہو اس کی رُو سے کوئی انسان کبھی دوسرے کی زبردستی قربانی نہیں دے سکتا۔ اس کا کیا حل کیا جائے؟ پہلی صورت میں انہوں نے تعبیر کی۔ اور تعبیر یہ کی کہ خدا کے لئے وقف کر دینا ہی قربانی ہے۔ اس لئے خدا کے پہلے گھر میں جا کر میں اس کی ماں کو اور اس بیٹے کو چھوڑ آتا ہوں۔ اور اگر یہ میری تعبیر درست ہے تو ایک پہلو سے میں جان کی قربانی بھی دے رہا ہوں گا۔ کیونکہ وہاں کچھ کھانے کو نہیں ملتا۔ کچھ پینے کو نہیں ملتا۔ اور

ذبح کا ایک معنیٰ

پُورا ہو جائے گا۔ لیکن ہاتھ سے ذبح کرنا اور ایسے خطرناک حالات میں چھوڑنا جہاں جان کو خطرہ ہو، ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ لیکن رُوح قربانی کی، جو وقف ہے اولاد کا، وہ بہر حال پُوری طرح جیسے کہ اللہ کا ارشاد ہے اس پر میں عمل کروں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ دِل میں یہ بات ہمیشہ کھٹکتی رہی کہ جیسے

خدا نے کہا تھا، ظاہری طور پر جو مجھے نظارہ دکھایا گیا تھا، وہ تو میں نہیں کر سکتا۔ اور جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ زبردستی قربانی کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے انتظار کیا ہے۔ جب تک حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عمر کو نہیں پہنچ گئے جس میں انسان اپنے حق میں یا اپنے خلاف فیصلے کر سکتا ہے اس وقت تک آپ انتظار کرتے رہے۔ اور جب وہ اس عمر کو پہنچے ہیں، پھر ساتھ لیا ہے۔ اور علیحدہ لے گئے ہیں اور علیحدہ جا کر ان سے پوچھا ہے کہ بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے؟

کتنا نمایاں فرق ہے؟

اور یہ سارے تصورات ہیں۔ واقعات کے بیان میں بھی اور قربانی کی روح کے اظہار میں بھی۔ اور تعجب ہے کہ بائیبل پھر بھی یہ کہتی ہے کہ قرآن نے چوری کی ہے۔ نعوذ باللہ۔ یہ ساری باتیں، جو پرانے واقعات بیان ہوئے ہیں بائیبل میں وہاں سے اخذ کر کے چوری کئے گئے ہیں۔ کہ اتنی غلطیاں تمہاری تھیں ان میں سے ایک بھی اس واقعہ میں موجود نہیں۔ جتنے بھیانک تصورات مذہب کے تھے ان کا اشارہ بھی اس واقعہ میں موجود نہیں۔ جو قرآن کریم بیان فرما رہا ہے۔ اور پھر چوری کہتے ہو۔

یہ تو ویسی ہی بات ہے جیسے کھوٹے سکے کسی کے چوری ہو گئے ہوں۔ اور برآمدگی کے وقت نیچے سے نکل آئیں چمکتے ہوئے، دمکتے ہوئے، ہیرے جواہرات کی طرح کھرے سکے نکلیں۔ اور جس کی چوری کھوٹے سکوں کی ہوئی ہو وہ اعلان کر دے کہ دیکھو میری چوری پکڑی گئی۔ کوئی سکہ بھی تو نہیں ملا ان سکوں سے جن کی چوری تم بتاتے ہو۔ اور پھر بھی یہی اصرار۔

بہت ہی نمایاں اور بنیادی فرق ہے

ان دونوں بیانات میں۔ بیت عتیق یعنی خانہ کعبہ کے سوا اور کوئی ثابت نہیں۔ کیونکہ اس گھر کے سوا کسی اور کے ساتھ قربانیوں کا کوئی رواج وابستہ نہیں۔ وہ بیٹا جس کو قربان کیا جانا تھا وہ بھی اسمٰعیلؑ کے سوا کوئی ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ قربانیاں تو اسمٰعیلؑ کے مسکن کے ساتھ وابستہ ہیں جہاں جا کر اس کو چھوڑا گیا تھا۔ اس ہیکل کے ساتھ کیوں وابستہ نہیں؟ وہاں کیوں نہ حج شروع ہو گیا؟ وہاں کیوں نہ دُور دُور سے لوگ جاتے اور ان یادوں کو تازہ کرنے کے لئے قربانیاں پیش کرتے؟

تو تاریخی شہادت، واقعاتی شہادت، بائیبل کے اندرونی تضادات، یہ تمام باتیں قطعی طور پر ثابت کر رہی ہیں کہ قرآن کریم ہی کا بیان سچا ہے۔ اور قرآن کریم جس روح کو پیش کرتا ہے وہی زندہ رہنے کے لائق ہے۔ اور جب معاملہ ایک دفعہ بگڑ جائے۔

جب ایک دفعہ کلام الٰہی سے زیادتی کی جائے

پھر ہمیشہ کے لئے وہ قومیں ٹھوکر کھایا کرتی ہیں۔ چنانچہ … ایک دفعہ زبردستی کا تصور نہیں پیدا ہوا۔ آغاز میں بھی زبردستی ہے قربانی کے معاملے میں اور انجام میں بھی زبردستی ہے۔ یہودیت انجام پذیر ہوئی ہے حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوپر۔ جس طرح بائیبل کی پہلی قربانی بہیمانہ اور زبردستی کی تھی۔ اور وہ بھی بیٹے کی تھی۔ اسی طرح آخری قربانی میں بھی ایک بیٹا بنایا گیا یعنی حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کے بیٹے کے طور پر پیش کیا گیا۔ اور وہاں بھی زبردستی کی چھری چلائی گئی۔ چنانچہ وہ بیٹا ساری رات روتا ہے، چیخیں مارتا ہے، جو اس کے ساتھی سونے لگتے ہیں ان کو ڈانٹتا ہے، ان سے شکوہ کرتا ہے، تم عجیب ہو، تمہیں ہوش نہیں ہے کہ کیا واقعہ ہونے والا ہے، اٹھو، روؤ، گریہ و زاری کرو، کہ کسی طرح خدا اس پیالے کو ٹال دے۔ لیکن اللہ کی چھری زبردستی کی پھر جاتی ہے۔ جس طرح ابراہیمؑ کی چھری زبردستی چل رہی تھی۔ اور غیر زبردستی کر رہے تھے۔

تو نہ صرف یہ کہ نظریاتی لحاظ سے

قرآن کریم نے قربانی کی روح یہ بیان فرمائی

کہ طوعی قربانیاں کرو۔ کسی اور کی قربانی خدا کے نام پر نہیں دینی۔ بلکہ عملی طور پر ایک ایسا پاکیزہ نقشہ کھینچ دیا کہ زبردستی کرنے والے طوعی قربانی کرنے والوں سے بالکل ممتاز ہو گئے۔

ایک طرف مشرکین تھے اور خدا کا انکار کرنے والے تھے اور وہ یہود تھے۔ جو زبردستی مسلمانوں کی قربانیاں لیتے تھے اور خدا کو خوش کرنے کا طریق سمجھتے تھے اور دوسری طرف یہ مسلمان تھے جو خدا کی راہ میں از خود مٹنا قربانی کی روح سمجھتے تھے۔ چنانچہ جتنی

قربانی اسلام کی طرف سے پیش کی گئی ہے وہ سب طوعی قربانی ہے۔ اور جتنی قربانی لینے کی کوشش کی گئی ہے وہ زبردستی کی قربانی ہے۔ یہ تو ہیں تاریخی باتیں۔ اگر دنیا میں آ جائیں گے، آج کے زمانے میں اتر آئیں گے۔ کتنا دردناک منظر ہے کہ جن مسلمانوں کو نظریاتی لحاظ سے بھی یہ سبق دیا گیا تھا کہ تم نے دوسروں کی قربانی نہیں لینی۔ بلکہ اپنی قربانی پیش کرنی ہے۔ جن مسلمانوں کو عملی طور پر بھی ایسا عظیم الشان اور اتنا دردناک سبق دیا گیا تھا کہ خدا کے وہ پیارے جن سے زیادہ پیارے آج تک زمانے میں متصور نہیں ہو سکتے، ان کو اللہ قربانیوں کی بکریوں کی طرح پیش کر رہا تھا جابروں کے پھر … اور وہ ذبح کئے جا رہے تھے۔ اس کے باوجود

یہ سبق بھلا دیا گیا ہے

آج قربانی کا یہ تصور پیش کیا گیا ہے کہ دوسروں کو زبردستی قتل کرو، ان کو مارو، ان کو لوٹو، ان کی جائیدادیں تباہ کرو، ان کے بچے ذبح کرو، ان کے مکانوں کو آگیں لگا دو، اور ان کو تمام انسانی حقوق سے محروم کر دو، تب خدا خوش ہوگا۔ اور خدا کی رضا اسی میں ہے۔ جتنے مرزائی قتل کرو گے اتنی یقینی تمہاری جنت ہوتی چلی جائے گی۔ اسلام اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نام پر جتنی عورتوں کی بے حرمتی کرو گے اتنا زیادہ تم خدا کے مقرب ہوتے چلے جاؤ گے۔ جتنے گھر جلاؤ گے اتنے ہی زیادہ تمہارے جنت میں گھر بنتے چلے جائیں گے۔ جتنے مال لوٹو گے اتنا تمہارے اموال میں برکت پڑے گی۔ اور حلال ہوتے چلے جائیں گے تمہارے اموال۔ یہ وہ تصور ہے جس کو قرآن کریم نے پیش کیا تھا؟ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور اپنے پیاروں کی قربانی کے ساتھ دنیا کی تاریخ پر ہمیشہ کے لئے ثبت کر دیا تھا؟ اپنے خون سے وہ تاریخ لکھی تھی جس کو قیامت تک کوئی دنیا کا انسان مٹا نہیں سکتا؟

غیر بھی جب وہ تاریخ پڑھتے ہیں تو ان کو سر جھکانا پڑتا ہے ان قربانیوں کے سامنے ان کی عظمت کے سامنے۔ آج یہ نقشہ بالکل بدل گیا ہے۔ لیکن

جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے

اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم اس نقشے پر ہیں۔ قربانیاں لینے والے نہ ہوتے تو ہم دینے والے کہاں سے بن جاتے؟ ہمیں جو یہ مواقع میسر آئے ان ہی کی جہالت کے نتیجے میں میسر آئے۔ ان کی قسمت ان کے ساتھ ہے۔ ان کا اسلام کا تصور ان کے ساتھ۔ مگر ہماری قسمت اور ہمارا مقدر جو چمکا ہے، وہ قربانیاں دینے کے نتیجے میں چمکا ہے نہ کہ لینے کے نتیجے میں۔ اس حقیقت پر اگر احمدیت ہمیشہ قائم رہے تو کوئی نہیں جو کبھی اس احمدیت کو مٹا سکے۔ قربانیاں دینے والے کبھی مٹائے نہیں گئے۔ ہمیشہ ان کے ناموں میں برکت پڑی۔ ان کے نفوس میں برکت پڑی۔ ان کے اموال میں برکت پڑی۔ آسمان پر ستاروں کی طرح روشن ہو کر وہ چمکے، لعل و جواہر سے زیادہ ان کی قیمتیں خدا کی نگاہ میں پڑیں۔ وہ دنیا کا خلاصہ قرار دیئے گئے۔ اور نئی دنیائیں ان کے نام پر بنائی گئیں۔

جب حضرت نوحؑ کے ساتھ چند آدمی کشتی پر سوار تھے، عجیب کلام الٰہی ہے جو ان کو یہ بتا رہا تھا کہ تم چند نہیں ہو۔ تم آباء و اجداد ہو آنے والی امتوں کے نئی امتوں کی بنیادیں تم سے ڈالی جائیں گی۔ پس میں جماعت احمدیہ سے کہتا ہوں کہ

تم انجام نہیں ہو، تم آغاز ہو

اور آغاز نو ہو ان قربانیوں کا جن کو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے خدا کے حضور پیش کیا۔ اگر اس کو دوام بخشو گے اس روح کو تو تم آنے والی نسلوں کے آباء و اجداد بنو گے۔ تم سے نئی امتیں جاری کی جائیں گی۔ تمہارے نام سے نسلوں کا آغاز ہو گا۔ اس لئے ہمیشہ اس پر ثابت قدم رہنا۔ اور اس قربانی کی روح کو کبھی اپنے ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ تمہارے اندر بھی ابراہیمی سنتیں زندہ ہوں گی۔ تمہاری نسلوں سے اسمٰعیلی سنتیں پھوٹیں گی۔ جس طرح چشمے پھوٹا کرتے ہیں۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غلاموں کی یادیں تمہاری اولادیں زندہ کرنے والی بنیں گی۔ کیونکہ آج تم ان باتوں کو زندہ کر رہے ہو، آج تم سے یہ اجاگر ہو رہی ہیں۔ آج تمہاری وجہ سے ان قربانیوں کی عظمت اور روح زندہ ہے۔ اس لئے

یہ سودا گھاٹے والا سودا نہیں ہے

یہ خوف کہ یہ قربانیاں نہیں مٹا دیں گی ۔ یہ تو ایسا جاہلانہ خوف ہے کہ کسی احمدی کے تصور کے کنارے پر بھی نہیں پہنچ سکتا ۔ کب مٹایا ہے ان قربانیوں کو دنیا کے ہاتھوں نے ؟ وہ تو بہت کم ہوتے ہیں ۔ ان کی پہنچ نہیں ہوتی اُن قربانیوں کی عظمت تک ۔ یہ تو رفعتوں والی قربانیاں ہیں ۔ اہلِ زمین ، سفلی لوگ کیسے ان قربانیوں کو مٹا سکتے ہیں ؟ نہ وہ قربانیاں مٹیں ، نہ وہ قربانیاں کرنے والے مٹے ۔ ان کو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ برکت دی ہے ۔ ہمیشہ عزت کے ساتھ تاریخ نے ان کو یاد رکھا ہے ۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ دنیاوی غلبہ بھی ان کو نصیب ہوا ہے ۔ اور اُخروی جنتوں کی خوشخبریاں بھی ان ہی کو عطا کی گئیں ۔ یہ ہے طوعی قربانی کا سبق جو ہم نے قرآن سے سیکھا ۔ اور وہ ہے زبردستی قربانی لینے کا سبق جو ہمارے مخالف نے خدا جانے کہاں سے سیکھا ہے ؟ بائیبل سے پکڑا ہے یا اُن طاغوتی مذاہب سے سیکھا ہے جہاں ہمیشہ رواج چلا آرہا تھا کہ زبردستی کسی کو قربان کر دو ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ان قربانیوں کی رُوح کو زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اور جماعت احمدیہ کو ہمیشہ یہ توفیق بخشے کہ اس راہ پر قائم رہے ۔ ثباتِ قدم دکھائیں ، حوصلے اور توکّل کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں ۔

بہت سے خوش نصیب ہیں

جو بدلے ہوئے حالات کو ضرور دیکھیں گے ۔ جن کے سامنے تاریکیوں کا دل پھاڑ اجائے گا ۔ اور نور کے چشمے ان سے پھوٹیں گے ۔ بہت سے خوش نصیب ہیں جو اس سے پہلے خدا کی راہ میں جان دے دیں گے ۔ اور اپنے رب کا قُرب اُن کو نصیب ہوگا ۔ اور وہ اپنے آپ کو بہتر سمجھیں گے ۔ اُن لوگوں سے جو ان خوشیوں کو دیکھنے کے لئے پیچھے چھوڑے گئے ۔ لیکن جو بھی صورت ہو فتح اور نُصرت ہمارے مقدّر میں ہے ۔ اور کوئی نہیں دنیا میں جو اس مقدر کو بدل سکے ۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا :—

پاکستان میں جو خُدا کے نام پر قید کئے جا چکے ہیں اور جن پر مقدمے قائم ہیں اُن کی تعداد سَو سے زائد ہے ۔ اور جوں جوں لوگوں کو معلوم ہوتا چلا جا رہا ہے کہ ذاتی بدلے لینے کا ایک سب سے اچھا یہ طریق ہے یہ تعداد بڑھ بھی رہی ہے ۔ لیکن کچھ لوگ ، خدا کا خوف رکھنے والے منصفین BAIL پر چھوڑ بھی رہے ہیں ۔ اگرچہ مقدمے قائم ہیں ۔ تو اس لحاظ سے

سب سے بڑی خوشخبری آج کی یہ ہے

کہ ہمارے معزز بھائی جو بہت ہی مظلومیت کی حالت میں دن گزار رہے تھے مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ، مکرم مولوی حکیم خورشید احمد صاحب ، خواجہ عبد المجید صاحب ، اور مولوی عبد العزیز صاحب بھامبڑی اور وسیم انور اور مبارک احمد ، یہ چھ آدمی تھے ۔ جن میں سے وسیم انور اور مبارک کو تو انتہائی دردناک تکلیفیں دی گئیں ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ثباتِ قدم کی توفیق بخشی ۔ ان کی دو دن پہلے BAIL پر رہائی ہوگئی ہے ۔ اور آج یہ سارے اللہ کے فضل سے عید اپنے گھروں میں کر رہے ہوں گے ۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان اور شکر ہے کہ وقتی طور پر سہی ، بہر حال اللہ آئندہ بھی حفاظت فرمائے ان کی اور ان کو ہر شر سے بچائے ۔ ہمارے یہ مظلوم بھائی اپنے گھروں میں واپس آگئے ہیں —— !!

عید کے بعد مصافحے کا بھی رواج رہا ہے قادیان میں ۔ اور عیدِ فطر پر میں نے مصافحہ بھی کیا تھا ۔ لیکن

عید الاضحیہ کے ساتھ ایک سُنّت وابستہ ہے

اور وہ یہ ہے کہ عید کے بعد جلد جلد گھروں کو واپس جانا چاہیئے ۔ اور اگر قربانی کا گوشت میسّر ہو تو اس گوشت کو بھون کر اس سے افطار کیا جائے روزہ کا ۔ تو اس سنّت میں مخل ہونا مناسب نہیں ہے ۔ اس لئے آج میں نے یہی بتایا تھا امیر صاحب کو ، مقامی امیر صاحب کو کہ عید الاضحیہ کے بعد مصافحہ مناسب نہیں ہوتا ۔ کیونکہ اس سے بہت تاخیر ہو جائے گی لوگوں کو گھروں میں لوٹنے میں ۔ تاہم پچھلی دفعہ یہ شکایت آئی تھی مستورات کی طرف سے کہ مصافحہ نہ سہی حضرت یہاں آکر السلام علیکم کہہ دیتے ۔ عید مبارک دے دیتے ۔ اس لئے اُن کی طرف میں جا کر السلام علیکم کہوں گا اور عید مبارک دوں گا ۔ اس کے بعد پھر سب دوست اپنے اپنے گھر کو رخصت ہوں ۔ یہ سُنّت ملحوظ رکھیں کہ جس رستے سے آتے ہیں واپسی پر اسے بدلیں ۔ اور آتے ہوئے اگر آپ نے تکبیرات نہیں کہی تھیں اللہ اکبر اللہ اکبر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ و اللّٰہُ اکبر اللّٰہُ اکبر و لِلّٰہِ الحمد ۔ تو جاتی دفعہ ضرور پڑھتے چلے جائیں ۔ بجائے باتیں کرنے کے ، گپیں مارنے کے تکبیر و تحمید اور توحید کا اعلان کرتے ہوئے گھروں کو واپس لوٹیں ۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو یہ عید مبارک فرمائے ۔ آمین ٭

خطبۂ جمعہ فرمودہ ۷ ستمبر

تشہد تعوّذ اور سُورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :—

گزشتہ جمعے میں میں نے قرآن کریم کی بعض آیات کی تلاوت کے بعد یہ بتایا تھا کہ جہاں تک قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے

شرعی عدالت یا شرعی حکومت کا ایک ہی تصور ہے

جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے ۔ اور وہ ہے انصاف ۔ اگر عدل مشترک ہو حکومت میں اور عدالت میں تو دونوں ہی شرعی عدالتیں اور شرعی حکومتیں کہلا سکتی ہیں ۔ کیونکہ قرآن کریم نے نہ تو کوئی طرزِ حکومت بیان فرمائی ہے ، نہ کوئی طرزِ عدالت بیان فرمائی ہے ۔ البتہ ایک بنیادی شرط رکھ دی دونوں میں اور وہ ہے عدل اور انصاف کا قیام ۔ اگر کوئی حکومت غیر کی بھی ہو لیکن عدل پر قائم ہو تو اس سے مُلک کے شہریوں کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں لاحق ہو سکتا ۔ کوئی آپ تصور ہی نہیں کر سکتے کہ حکومت عدل پر قائم ہو یعنی اقتصادی عدل بھی کر رہی ہو ، معاشی عدل بھی کر رہی ہو ، تمدنی عدل بھی کر رہی ہو ، انتظامی عدل بھی کر رہی ہو ، تو حکومت کیسے آئی تھی ۔ کیوں آئی تھی ۔ کون لوگ تھے اس سے قطع نظر اُس ملک کے باشندوں کا حق غصب نہیں کیا جا سکتا ۔ اور انہیں ہر طرح کی آزادی نصیب ہو جائے گی ۔ کیونکہ

آزادی کے لئے پہلی شرط عدل ہے

اور اگر عدالت کا تصور باندھیں تو وہاں بھی اگر عدل کا قیام ہے تو ہر عدالت خواہ اُس عدالت کے منصفین کوئی بھی مذہب رکھتے ہوں اگر عدل کے مطابق فیصلے کریں گے تو وہ خدا کی رضا کے مطابق فیصلے کریں گے ۔ اور اسی کا نام شرعی عدالت ہے ۔ لیکن اگر کسی مُلک میں نہ تو حکومت میں عدل پایا جاتا ہو ، نہ عدالت میں عدل پایا جاتا ہو ، اور حکومت ایک عدالت کو شرعی عدالت کہے ۔ اور عدالت ایک حکومت کو شرعی حکومت کہے تو اس سے تو وہی مثال سامنے آجاتی ہے کہ

من تُرا حاجی بگویم تُو مرا حاجی بگو

کہ بھائی آؤ اتحاد کر لیتے ہیں میں تمہیں حاجی کہتا ہوں ، تم مجھے حاجی کہا کرو ۔ دونوں کا کام بن جائے گا ۔ تو بعض ملکوں میں اسی قسم کی شرعی عدالتیں قائم ہیں ۔ نہ تو حکومت شرعی ، نہ اُن کی بنائی ہوئی عدالتیں شرعی ۔ اور دونوں ایک دوسرے کو شرعی قرار دے رہے ہیں ۔

جہاں تک پاکستان کی حکومت کا تعلق ہے اُس کے

انصاف کے کارنامے

تو بہت ہی ایک وسیع مضمون ہے ۔ اس میں تو میں جہاں تک مُلکی حالات کا تعلق ہے نام انصاف جس طرح بٹ رہا ہے اُس پر تو میں کچھ لب کُشائی نہیں کرنا چاہتا ۔ سارا مُلک جانتا ہے ۔ کہ وہاں انصاف کا کیا عالم ہے ۔ انصاف بکتا ہے یا خریدا جاتا ہے یا زبردستی حاصل کیا جاتا ہے ۔ یا سفارش چاہیئے انصاف کے لئے یا پولیس کا ڈنڈا چاہیئے جو کچھ بھی حالات ہیں سارے ملک پر روشن ہیں ۔ اور کسی بحث کی ضرورت نہیں ۔ مُلک کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ انصاف کس جانور کو کہا جاتا ہے ۔ لیکن جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے وہ ہم پر گزر رہی ہے وہ ہم جانتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے ۔ اُس کے متعلق چند باتیں یاد دہانی کے طور پر آپ کے سامنے رکھتا ہوں ۔ تاکہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ قرآنی اصطلاح میں یہ حکومت کس حد تک شرعی حکومت کہلانے کی مستحق ہے ۔ اور ان مُلطانوں کا نام اسلامی سلطان رکھا جا سکتا ہے یا نہیں ۔ حیرت انگیز بات ہے کہ

ایک حکومت جو انصاف پر قائم ہوا اور حق پرستی کا اعلان کر رہی ہو وہ قانون بنا کر اپنے شہریوں کو جھوٹ بولنے پر مجبور کرے ایسی حیرت انگیز بات

ایسا تضاد دنیا میں سوچا بھی نہیں جا سکتا

کہ اعلان یہ ہے کہ ہم حق پرست ہیں اور حق کی بناء پر جو کر رہے ہیں ہمارا ہر فیصلہ شریعت کے مطابق اور شریعت کے منشاء کو پورا کرنے کی خاطر ہے۔ اور فیصلہ یہ ہے کہ اگر تم نے جھوٹ نہ بولا تو تمہیں سزا دی جائے گی۔ جو کچھ تم اپنے متعلق یقین کرتے ہو اگر تم نے اس کے برعکس بات نہ کہی تو نہ صرف قانون کی زد میں آؤ گے۔ بلکہ بنیادی شہری حقوق سے محروم کئے جاؤ گے۔ شہری حقوق میں سے ایک ہے ووٹ دینا۔ اور اپنے حاکم کو چننے میں جو شہری حق ہے اس کا استعمال کرنا۔ یہ قطع نظر اس کے کہ باقی کسی کو یہ حق نصیب ہوا ہے یا نہیں۔ لیکن باقیوں کو کم سے کم کاغذی حق تو نصیب ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ اگر کبھی الیکشن ہوں اور اس شرط کے ساتھ کہ وہ الیکشن انصاف پر مبنی ہوں اور اس شرط کے ساتھ کہ اگر وہ انصاف پر مبنی ہوں تو ان پر عمل درآمد بھی ہو اگر باقیوں کو یہ حق نصیب ہے تاثراتی طور پر یا وقتی طور اور کاغذی طور پر تو ہمیں یہ بھی نصیب نہیں۔ ایک بھی احمدی ہمارے پاکستان میں ELECTORATE LIST پر نہیں ہے جس کو DISENFRENC-HISEMENT کہتے ہیں۔ انگریزی میں یعنی۔

حق انتخاب سے کلیتاً ہر احمدی کو محروم کر دیا گیا

وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ جب تک تم اپنے ضمیر کو نہیں کچلتے اپنے عقیدے کے خلاف خود اپنے ہاتھ سے یہ نہیں لکھتے کہ میرا عقیدہ وہ نہیں ہے یہ ہے۔ اس وقت تک تمہیں ہم بنیادی حق کا حقدار قرار نہیں دے سکتے اور یہ جو چھری ہے یہ انتہائی تیز چل رہی ہے کہ ایک بھی ہمارے ملک میں ایسا شعبۂ زندگی نہیں ہوا جو اس چھری سے متاثر نہ ہوا ہو جس میں احمدیوں پر ظلم کی یہ چھری نہ چلائی گئی ہو اور یہ چھری ایسی ہے۔ جو ماضی میں جا کر بھی ذبح کرتی ہے صرف مستقبل میں نہیں۔ یہ چھری تو آج ایجاد ہوئی ہے۔ لیکن ذبح کر رہی ہے گزشتہ سالوں میں جب ابھی یہ چھری بنائی نہیں گئی تھی۔ جب بے انصافی ہو تو زمانہ سے بھی بے انصافی ہو جاتی ہے چلی جا رہی ہے۔ چنانچہ اب جو خبریں آ رہی ہیں بہت سے طلبہ کو اس جرم میں کالجوں سے نکال دیا گیا کہ انہوں نے اس آرڈیننس کے بننے سے پہلے کیوں احمدی اپنے آپ کو مسلمان کیوں لکھا۔ اس کو یہ سزا ملے گی اس سے ایک سال پہلے یا دو سال پہلے یا تین سال پہلے اپنے آپ کو مسلمان کیوں لکھا تھا۔ تو

چھری تو بعد میں بنی اور ذبح پہلے ہی کر رہی ہے

اور یہ واقعات جو ہیں یہ ناانصافی کی دنیا میں چلتے ہیں۔ اندھیر نگری جب ہو تو قانون بھی کوئی نہیں۔ پھر زمانہ بھی نہیں دیکھا جاتا حالات نہیں دیکھے جاتے بس جس طرف بھی چلے زور، اُس کا نام قانون بن جاتا ہے۔ پھر ایسے احمدی موجود ہیں جنہوں نے پاسپورٹ پر قانون بننے سے پہلے اپنے آپ کو احمدی مسلمان لکھوایا۔ بعض صورتوں میں لکھنے والے نے احمدی لکھ دیا اور مسلمان کاٹ دیا۔ کسی شریف النفس کو خیال آیا کہ واقعی مسلمان ہیں کہتے ہیں تو میں کیوں نہ لکھوں اُس نے مسلمان لکھ دیا۔ اور یہ سارے واقعات اس آرڈیننس کے بننے سے پہلے کے ہیں، آرڈیننس بننے کے بعد اُن لوگوں کو قید میں لیا گیا۔ جن کا ظلم حکومت کو ہوا اُن کے اوپر مقدمے بنائے گئے اور بعض ابھی بھی اُن میں سے قید ہی رہیں۔ کہ تم نے آرڈیننس سے بننے سے پہلے کیوں نہیں پتہ کر لیا کہ یہ آرڈیننس بننے والا ہے۔ یہ جرم ہے۔

السلام علیکم کہنے کے جرم میں احمدی پکڑے گئے

اور قید میں پھینکے گئے۔ اس جرم میں کہ ہمارا مولوی کہتا ہے کہ اس کو تمہاری جان سے خطرہ ہے احمدی پکڑے گئے اور پھر اُن کی ضمانتیں نہیں لی گئیں۔ یہاں تک کہ پشاور ہائی کورٹ تک بات پہنچی۔ یہ ضلع ہزارہ کا واقعہ ہے۔ محترم قاضی عبدالقدیر نے انصاف دینے سے انکار کر دیا کہ اتنا بڑا جرم کہ ہمارا مولوی کہتا ہے کہ اُس کو فلاں سے خطرہ ہے اور ہم تمہیں چھوڑ دیں۔ اور جب وہ عدالت میں ہائی کورٹ میں بالآخر ضمانت ہوئی تو انہوں نے ایک بہت اچھی ترکیب نکالی جو مقدمے سنتے آئے ہوئے تھے اُنہیں سے احمدی پکڑ کر پھر اندر کر دئے کہ اچھا جتنے چھڑواتے ہو اتنے ہم دوبارہ پکڑ لیتے ہیں۔ بلکہ اُن کی تعداد زیادہ ہے جو بعد میں پکڑے گئے

یہ انصاف کا پیمانہ ہے جس کے ذریعہ سے احمدیوں کو انصاف مل رہا ہے۔ ملک کا جو حال ہوا ہو گا وہ اللہ بہتر جانتا ہے کیا ہے اس ناانصافی میں بہرحال شریک ہے کیونکہ ملکی عام ناانصافی میں بھی احمدی اسی طرح حصے ہے۔ لیکن یہ زائد ہے۔

ایک اغواء کا قصہ بڑا دلچسپ چل رہا ہے ملک میں

کوئی مولوی کہیں غائب ہو جائے اور کوئی یہ اعلان کر دے کہ احمدی نے اغوا کر لیا ہے تو جس کا نام لے دے وہ پکڑا جائے گا۔ چنانچہ بعض ایسے علماء بھی پکڑے گئے بعد میں خود بخود ہی کے متعلق سارے ملک میں شور پڑ گیا کہ دیکھو جماعت احمدیہ نے اغوا کرا دیا ایک اور مولوی۔ اور وہ چلے تھے سفر کے لئے تو بیٹھے ہوئے تھے کوئٹے اور جب کوئٹے سے پکڑے گئے تو مولانا کا بیان یہ تھا کہ پتہ نہیں میرے دماغ کو کیا ہو گیا تھا۔ جہاں میں سفر جانا تھا وہاں اترنے کی بجائے نہیں اور چونکہ وہ اسی لئے کہ وہ پکڑا گیا۔ پتہ لگ گیا کہ کہاں پہنچا ہوا ہے ورنہ ایک اور اغوا کا کیس بن گیا تھا۔ اور اب یہاں تک کہ بعض علماء یہ نہیں پسند کرتے کہ ان کے بچے واقعۃً نظر سے غائب ہو جائیں اب انہوں نے ایک اور ترکیب سوچی ہے کہ کسی علاقہ منظور چنیوٹی صاحب بھی ہیں۔ ان کا دماغ بڑا زرخیز ہے ان باتوں میں۔ ان کو یہ ترکیب سوجھی کہ ایک اور لڑکے کے متعلق یہ الزام لگایا گیا کہ بعض احمدی اُس لڑکے کو اغوا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مولوی منظور چنیوٹی صاحب نے بچہ بچا کے اس لئے وہ پکڑے جانے چاہئیں۔ پیرا نے معاملات نکالے جہاں اچھی فنڈ ولیو۔ لفنگوں نے نہایت ہی گھمنڈ سے کسی پر الزام لگائے ہوئے تھے پولیس نے یہ سمجھا کہ اتنے لغو اور بیہودہ الزامات ہیں۔ اُن کی شنوائی نہیں ہونی چاہئے اور اُن کا کاغذات کو داخل دفتر کر دیا گیا تھا اب وہ بچا نے کا فنات نکالے کہ پھر اُن پر مقدمے بنائے جا رہے ہیں۔ تو،

انصاف جس طرح بٹ رہا ہے

اُسکا تو ہر جہت میں ہی ایک ایک دو دو مثالیں جو دے رہا ہوں اُس میں بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ ملازموں کو برطرف کیا جا رہا ہے نہ صرف یہ کہ حکومت کے ملازموں کو بلکہ حکومت سے باہر جو پرائیویٹ ادارے ہیں ان کو بھی حکماً برطرف کروایا جا رہا ہے۔ ملازمین کو۔

ایک واقعہ شاید میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا ایک دل ہے اس میں کے ایک ملازم کو ڈپٹی کمشنر کے حکم سے اس لئے برطرف کر دیا گیا کہ وہ سٹینو گرافر تھا اور یہ حکم جاری ہوا کہ اتنا بڑا اہم عہدہ کہ کوئی سٹینو گرافر ہو اور تم کہتے ہو کہ کی پوسٹ KEY POST پر احمدی نہیں رکھنا۔ اسامی نہیں اس کا مینیجر بے چارہ کہ بھی ذاتی ہمدردی جس نے پہلے جواب دیا تھا کہ کوئی احمدی کلیدی اسامی پر نہیں ہے اور اس کو حکماً برطرف کرا دیا گیا۔ بیٹی کی خاطر، ثواب کی خاطر کوارٹر فوراً چھین لیا گیا کہ تم احمدی ہو تمہارا ان کے کوارٹر میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اُس نے مجھے اطلاع دی کہ مجھے پہلے خیال آیا کہ میری جا قربانی ہے۔ مجھے وہ کہتے تھے کہ تم کہہ دو میں احمدی نہیں ہوں ہم تمہیں فوراً دے دیتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تم مجھے نکال دو جو مرضی ظلم کرو۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں کوارٹر کی خاطر یا کوئی دنیا کی لالچ کی خاطر احمدیت سے انکار کر دوں تو انہوں نے نکال دیا لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ مجھ سے زیادہ تو میری بیوی کی قربانی ہے آٹھ ماہ کی حاملہ بہت چھوٹی سی کوٹھڑی میں انتہائی گرمی میں جہاں پنکھے کا بھی انتظام نہیں تھا اور پہلے ہی اُسکی طبیعت خراب تھی نہ صرف یہ کہ حوصلے سے وقت گزار رہی بلکہ مجھے حوصلہ دیتی رہی کہ خبردار کسی بات میں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ ہو گا بالکل ٹھیک ہے۔ یہ اسلامی نظام کا نفاذ ہو رہا ہے۔

ایک اور دلچسپ قصہ

یہ چلایا جا رہا ہے کہ دھمکیاں ملنے لگ گئی ہیں علماء کو تحریری۔ اور ہر تحریری دھمکی جو منسوب کی جاتی ہے کسی احمدی کی طرف اُس پر مقدمہ قائم کر دیا جاتا ہے اور ایسی ایسی ما ہونہ باتیں سامنے آ رہی ہیں کہ دنیا کی کوئی حکومت تصور بھی نہیں کر سکتی کہ ان باتوں پہ بھی مؤاخذہ ہو سکتا ہے اور کوئی ان کو اہمیت دے سکتا

ہے نہ یہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ ہمارے ناظر صاحب اصلاح و ارشاد ہیں سلطان محمود شاہد صاحب۔ ان کے نام پر ایک اُن کے پیڈ کے اوپر ایک مولانا کے نام جو ربوہ کے مولانا ہیں اُن کے نام پیشگی کا خط۔ کہ میں ناظر اصلاح و ارشاد تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم بکواس کرنے سے باز نہیں آئے تو میں تم سے ایسا سلوک کرونگا کہ جہاں اسلم قریشی ہے وہاں پہنچا کے چھوڑونگا۔ اور یہ جعلی کا خط اور دستخط اُن کے نہیں ہیں۔ دستخط جس نے بھی بنانے کی کوشش کی ہے نہیں بن سکے اُن سے۔ اور یہ باقاعدہ پولیس میں مقدمے کے طور پر درج ہوا ہوا ہے۔ کہ ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے انہوں نے لکھا تھا۔ یعنی جہالت کی بھی حد ہوتی ہے۔ اشتراکی حکومتوں کے متعلق ان کی طرف فرضی داستانیں یا اُمّی بہتر جانتا ہے۔ لیکن بڑی ظلم کی داستانیں مشہور ہیں اُن کی طرف منسوب کردہ۔ لیکن جہالت اتنی نہیں اُن میں وہ بناتے ہیں تو سلیقے اور عقل سے بات بناتے ہیں۔ یہاں تو نہ سلیقہ رہا ہے نہ عقل ہے۔ صرف ظلم کا فیصلہ ہے کہ ہم نے بہرحال ظلم کرنا ہے ۔

دُنیا کی متمدن حکومتوں میں

کبھی یہ نہیں دیکھا گیا تھا

کہ حکومت مذہبی لحاظ سے فریق بن گئی ہو اور اپنے شہریوں کے حاصل کردہ ٹیکس سے اُن کے خلاف فریق بن کے ان کے مذہب پر حملے کرنے لگ جائے۔ بعض حکومتوں میں بعض مذاہب کے متعلق کہا جاتا ہے یا بعض فرقوں کے متعلق کہ وہ تعین ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ تماشہ ان متعصب حکومتوں میں بھی کبھی نہیں دیکھا گیا کہ حکومت ایک مذہبی فریق بن کر ان کے خلاف نظریاتی لٹریچر شائع کرے اور لٹریچر ہی شائع نہ کرے بلکہ نہایت جھوٹا اور ذلیل اتہامات پر مبنی لٹریچر شائع کرے۔ اور جب اُس کے مقابل پہ آواز اُٹھائی جائے کہ اس کا جواب دینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اجازت دی جائے تو وہ کہیں کہ تم کیا حق رکھتے ہو جواب دینے کا۔ یہ تو صرف ہمارا کام ہے فیصلے دینا اور لکھو کھہا روپیہ دے کر بعض مولویوں کے منہ کالے کروا دیئے گئے ہیں نہایت گندے بور دے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوپر الزامات لگا لگا کر بکواس کروا کر۔ اور پھر جھوٹ بولنے میں بھی عقل نہیں کی گئی۔ بعض جھوٹے حوالے جو نیشنل اسمبلی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا بعض کتب کی طرف منسوب کر کے پیش کئے گئے تھے اور وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے بتا دیا تھا کہ یہاں حوالے تو درست کرلو۔ جو کہتا ہے کہو لیکن کم سے کم حوالے صحیح دو۔ میں بتاتا ہوں حوالہ یہ نہیں یہ ہے۔ مثلاً ایک فصل الخطاب کتاب ہے وہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی۔ اور اُس کو فصل الخطاب ہے غالباً یا اس کا کی۔ میرے ذہن میں نام نہیں مگر ایک کتاب ہے جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی ہے ۔

جب ۱۹۷۴ء میں نیشنل اسمبلی میں معاملہ پیش ہوا

اس کتاب کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کر کے یہ الزام لگایا گیا کہ اب بتاؤ تم تو کہتے تھے ہمارے علماء نے کچھ لکھ دیا ہو تو ہمیں غرض نہیں ہے اب تو یہ تمہارے خلیفہ کی بات ہے۔ خلیفہ یہ لکھ رہا ہے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ اتنے غلط حوالے تم دیتے ہو ایک یہ بھی ہے اس میں تم نے نام ہی بدل دیا ہے۔ مصنف کا۔ مرزا بشیر احمدؓ نام ہے یہ خلیفہ نہیں تھے، بلکہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ خلیفہ تھے۔ درستی کروادی۔ اب پھر

جو حکومت نے وہائٹ پیپر شائع کیا ہے

اس میں وہی حوالہ اُسی طرح دے دیا۔ اتنی بھی تکلیف نہیں کی کہ جو جھوٹ پہلے خود جماعت نے نقل دیا تھا بنا دیا تھا۔ بلکہ ترکیب بتائی تھی کہ اس طرح تم نے استعمال کرنا ہے اس کو وہ بھی اتنی بھی عقل نہیں ہے۔ بعض کتابیں جن کے فرضی نام تھے وہ کتابیں پڑھا ہے وہ بھی وہائٹ پیپر میں اسی نام سے شائع ہو گئیں۔ مثلاً کوئی ایسا نام ... احمدیہ کے ارشادات، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی؟ ایسی ایسی ... سیاق و سباق کی خاطر جو حوالے سیٹ کئے وہ بھی جھوٹے اِن معنوں ... کہ دائیں سے دیکھا نہ بائیں دیکھا جو مضمون بیان کرنا مقصد ہی نہیں ہے ... والے کا۔ اُس مضمون میں حوالے پیش کئے۔ ... اور ثابت کیا گیا جا رہا ہے۔ ... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آپ کو آنحضرت ... وآلہٖ وسلم سے افضل کہتے تھے۔ جہالت کی حد ہے۔ ...

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی نے کتابیں سرسری نظر سے بھی پڑھی ہیں تو اور جو کچھ کہے یہ الزام نہیں لگا سکتا۔

بڑے بڑے مخالفین ایسے گزرے ہیں جو یہ کہا کرتے تھے کہ باقی سب کچھ ہے۔ لیکن ہے یہ عاشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے۔

ظفر علی خان مرحوم نے اپنی مسجد پہ جو شعر لکھوائے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لکھوائے لکھوائے ہوئے تھے۔

جب عشقِ رسولؐ کی بات ہوتی تھی۔

تو بعض پرانے زمانے کے شدید مخالف بھی لازماً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات استعمال کرتے تھے اُس کے بغیر چارہ نہیں تھا۔ شعر بھی وہیں سے لیتے تھے۔ نثر بھی وہیں سے لیتے تھے لیکن اِس زمانے کا تو حلیہ ہی بگڑ گیا ہے سارا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ الزام کی جرأت ہے کہ نعوذ باللہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے اپنے آپ کو افضل سمجھتے تھے۔ آپ یہ لکھتے ہیں کہ میرے اعمال اگر کوہ ہمالہ کے برابر بھی ہوتے اور ایک معاملے میں بھی میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے روگردانی کرتا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن اعمال کی اتنی بھی قیمت نہیں تھی کہ جتنی ایک پرِ پشّہ کی ہوتی ہے وہ سارے اعمال اُٹھا کے جہنم میں پھینک دیئے جاتے۔

یہ عظمت اور یہ جلال ہے

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا آپ کے دل میں اور اُس جیسے مزعومہ وہائٹ پیپر میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ دیکھو لو ثابت ہو گیا کہ نعوذ باللہ افضل سمجھتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ بھی ایک الزام ہے کہ خدا ہونے کا دعویٰ ہے۔ ساری دُنیا جانتی ہے۔ سارا پاکستان جانتا ہے یہ سب لوگ جانتے ہیں خود کہ جھوٹ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اپنے آنے کے دو مقاصد بیان کرتے ہیں۔ ایک توحید کا قیام اور ایک بنی نوع انسان کی تجی ہمدردی۔ یعنی ان دو مقاصد کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ اور تمام کلام عظمت توحید سے بھرا ہوا ہے خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق کے جو کلمات ہیں وہ اتنی قوت رکھتے ہیں اندر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں کہ عام سننے والا وجد میں آجاتا ہے۔

ایک دفعہ گورنمنٹ کالج میں نیو ہاسٹل کی بات ہے کشتی نوح پڑھتے پڑھتے وہ میں نے نماز کا وقت ہو گیا تھا اُسی طرح رکھ دی جہاں وہ ذکر ہے ہمارا خدا ہمارا بہشت ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ اور نماز شروع کر دی اتنے میں میرے ایک غیر احمدی دوست وہاں آئے اور انتظار میں وہ کتاب انہوں نے وہیں سے اُٹھائی اور پڑھنی شروع کر دی۔ اور اُن سے برداشت نہیں ہوا کہ میرا انتظار ہی کرلیں۔ اونچی آواز سے جھومتے جھومتے وہ فقرے پڑھنے لگے۔ اور ساتھ کہ

حیرت انگیز کلام ہے

یہ کس کا کلام ہے۔ اور نماز سے فارغ ہو کر میں نے اُن کو بتایا کہ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام ہے۔ تو تھوڑی سی اداس تو پڑی۔ لیکن اُس کے بعد پھر وہ مخالفت کا رنگ نہیں رہا۔ شرافت اُس زمانے میں موجود ہوتی تھی۔ یعنی باوجود اس کے کہ پھر وہ جوش نہیں دکھایا تاریخ نے جو پہلے تھا۔ لیکن پھر اُس کی کایا اس لحاظ سے پلٹ گئی تھی کبھی مخالفت نہیں کی اُس دوست نے بلکہ بعض غیر مجالس میں بھی بیٹھ کے وہ ہمیشہ احمدیت کے متعلق یہ ذکر کیا کرتے تھے کہ ہیں یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا کے عاشق۔ تو بہرحال اب یہ زمانہ بدل گیا۔ اب حکومتیں یہ کر رہی ہیں اپنے خرچ پر۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ خدا ثابت کیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کہا جائے کیوں ہو رہا ہے یہ؟۔ واضح حقیقت یہ ہے کہ

جب ایک شخص کے اندر عشق ہوگا

اور یہ خطرہ ہو کہ لوگ اسے دیکھیں گے وہ اس پہ عاشق ہو جائیں گے۔ تو پھر ایک فرضی انسان بنا کر کہ وہ اور معترض اُس کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ احمدیت کو اب یہ

اس طرح پیش کرنے پر مجبور رہے ہیں۔ ان کا چارہ نہیں ہے۔ احمدیت کو اپنے اصل لباس میں اپنی اصلی حالت میں پیش کرنے میں یقینی ہے کہ جو ہمارے ارادے ہیں کہ دنیا میں۔ جو ہماری سوچ ہے اگر اس طرح یہ دنیا کے سامنے پیش ہو جائے تو دیکھتے دیکھتے ملک احمدی ہونے شروع ہو جائیں۔ ملک کے بعد ملک احمدی ہونا شروع ہو جائے۔ اور اب یہ ساری تکلیف ان کو یہ ہے کہ احمدیت کو بگاڑ کر پیش کیا جائے تاکہ اصل حقیقت کسی کے سامنے نہ آسکے اسی لئے فرضی باتیں بناتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں انگلستان میں بھی یہ رواج تھا کہ پہلے جاکر ان کو سوئیاں چبھویا کرتے تھے۔ یہ جادو تھا ان کا۔ اصل آدمی تک رسائی نہ ہو تو پتلے کو سوئیاں چبھویا کرتے تھے کہ اس کا دکھ اس کو پہنچے گا۔ اسی طرح یہ بھی فرضی احمدیت انہوں نے بنائی ہے۔ اس کو یہ کہتے پھر رہے ہیں لیکن پہلے ہی وہ جادو کام نہیں کیا کرتا تھا۔

یہ جادو احمدیت تک ضرور کام کر گیا ہے

کہ فرضی پتلے کو جو سوئیاں چبھوتے ہیں اس کا دکھ احمدی کو ضرور پہنچتا ہے۔ احمدی جانتا ہے کہ پتلا فرضی ہے۔ لیکن نوکیں ان دلوں میں ٹھونکی جاتی ہیں جو اصلی ہیں اور حقیقی ہیں۔ کیونکہ ان کے پیاروں کو گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ ان پر جھوٹے الزام لگائے جاتے ہیں۔ ان سے متعلق ہر قسم کی ظلم کاری کی جاتی ہے۔ اور اس کا نام انصاف ہے۔ جب احمدی ان باتوں کو ذکر کرتے ہیں کہ اس ملک میں یہ ہوا ہے اور انصاف کا عالم یہ ہے کہ مردے اکھیڑ دئے گئے ہیں۔ اور زبردستی لاشوں کو باہر نکلوایا گیا کہ اس سے باقی قبرستان ناپاک ہو جاتا ہے۔ ساری دنیا میں کس قسم کے لوگ کس قسم کے لوگوں کے ساتھ دفن ہیں کیسے کیسے وجود تھے کن کن وجودوں کے ساتھ ان کی قبریں ہیں یہ بڑا لمبا تحقیق طلب معاملہ ہے۔ کہیں کوئی بزرگ ولی اللہ ہے اس کے ساتھ کوئی چور ڈاکو زانی شیطان ساتھ دفن ہوا ہوا ہے۔ اور ایک کی قبر دوسرے پر کوئی اثر نہیں ڈال رہی۔ یہاں تک کہ صحابہؓ کی قبروں کے پاس مشرکین کی قبریں ہیں۔ یہ ثابت حقیقت ہے تاریخی طور پر بڑے بڑے بزرگ صحابہؓ کے پاس مشرکین کی قبریں ہیں۔ لیکن ان کو کوئی دکھ نہیں پہنچ رہا۔

ایک احمدی ہی کی قبر ایسی ہے

جس کی وجہ سے فوراً ساتھی کو عذاب ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ عجیب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا انصاف بھی پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے یہ نظام کیسے بدل گیا۔ اگر ایک احمدی کا عذاب ساتھی کو ملتا ہے تو شاید اس کا ثواب اس احمدی کو مل رہا ہو یہ بھی تکلیف ہے ساتھ۔ ہر بات الٹ گئی ہے چونکہ دماغ الٹے ہیں۔ اس لئے سمجھتے ہیں کہ اللہ کے ہاں بھی کوئی انصاف نہیں ہے۔ ایک احمدی کسی غیر احمدی کے قبرستان میں دفن ہو جائے تو سارے مردوں کو عذاب ملنا شروع ہو جاتا ہے اس لئے اکھیڑ کے قبریں باہر پھینک دو۔ اور ان سب باتوں پر فخر ہے یعنی لطف کی بات یہ ہے کہ ان سب باتوں سے مراد یہ ہے کہ ہو رہے ہیں ملک میں اور دادیں دی جا رہی ہیں ایک دوسرے کو اخبارات میں جو وقف ہو گئے ہیں مسلمان کی تعریف میں۔ کہ کیسا عظیم الشان اسلامی سلطان آیا ہے جس نے اتنے عظیم الشان کارنامے سر انجام دئے ہیں کہ ملک کی ساری فضا بدل دی ہے احمدیوں کے متعلق۔ پھر جب یہی باتیں احمدی باہر لے کر بتاتے ہیں تو پھر

یہ الزام شائع ہوتے ہیں

کہ احمدی ملک کے دشمن ہیں ملک کو بدنام کر رہے ہیں۔ بھئی تمہارے کارناموں کو بتا رہے ہیں جن کی وجہ سے تمہارے سر فخر سے اونچے ہیں، بدنامی کیسے ہو گئی ملک کی۔ بدنامی کا احساس ہوتا تو تم اپنے ملک میں ہی کوئی حیا کرتے اور ان چیزوں کو چھپانے کی کوشش کرتے۔ اگر تم چھپانے کی کوشش کرتے ہوتے دبانے کی کوشش کر رہے ہوتے اور احمدی باہر بتا رہے ہوتے تو پھر کچھ الزام لگ جاتا کہ دیکھو ہم تو گناہ کرتے تھے مگر چھپاتے تھے۔ ان لوگوں نے پردہ دری کر دی۔ مگر کوئی ایک دن کا اخبار تو نکالو جس میں یہ خبریں فخر سے شائع نہ ہوئی ہوں۔ ایک خبر کسی احمدی نے کسی دوسرے اخبار کو نہیں دی جب تک حوالہ پاکستان کے اخباروں کا دیا ہوا نہ ہو۔ کسی احمدی نے جا کے بتایا کسی ہوٹل میں تو اس سے مرتبہ تو کسے پہنچے۔ [illegible] اخبار ذکر کر رہے ہوں کہ دیکھو کیسا عظیم الشان کارنامہ ہے احمدی یہ تو گندا کر گیا تھا اور بیہودہ ہو رہا تھا رشوت خور دن رات حرام کھاتے۔ [illegible] کھانے پینے گندگی کرتے اور

کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ یہ سارا نظام بگڑ گیا ہے ساری فضا غیر منصفانہ ہو گئی ہے۔ اور جب یہ باتیں باہر کی دنیا کو بتائی جا رہی ہوں تو

دیکھو قابل فخر کارنامے

تو پھر یہ شکوہ ہے کہ تم ہمیں بدنام کرتے ہو۔ کوئی نیک ناموں سے بھی کوئی بدنام ہوا کرتا ہے۔ اور اگر نیک کام نہیں ہیں تو باہر جا کر جو بدکام بن جاتے ہیں۔ وہ ملک کے اندر کیسے نیک ہو گئے۔ اور چاہئے اس کے کہ استغفار کی طرف طبیعت مائل ہو اور توبہ کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے۔ دن بدن یہ جھجک بڑھ رہا ہے۔ اور حکومت اس پر کھلم کھلا ذمہ دار ہے کہ زیادہ تنگ کرو زیادہ ان کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے بناؤ۔ زیادہ [illegible] ہی ہیں تاکہ کسی طرح یہ تنگ آکر یا اپنا ملک چھوڑ دیں اور یا پھر اس [illegible] ملک میں ذلت کی طرح کی زندگی بسر کریں جیسے دفن ہو گئے ہیں اور اس کی بڑی وجہ ایک خوف ہے۔ حکومت کو دن بدن یہ خوف بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ کہ اتنے مظالم کے پیچھے یہ ہو کیسے ہو سکتا ہے کہ جماعت نے خفیہ پہ کوئی سکیم نہ تیار کی ہو۔ ساری دنیا سے لوگ ہی لئی جا رہی ہیں کہ اب یہ کیا کر رہے ہیں۔ اور کیا سوچ رہے ہیں۔ اور چونکہ نظر کچھ نہیں آتا اس لئے اندازہ لگاتے ہیں کہ ضرور کچھ نہ کچھ کر رہے ہوں گے۔ اس لئے اور مارنا چاہیئے۔ اور ابھی بھی جب چونکہ ہم نے اور مارا ہے اس لئے اب کچھ اور دماغ میں آگئی ہو گی انکے اب۔ اس لئے اب کچھ اور مارنا چاہیئے تاکہ اٹھ ہی نہ سکیں۔

یہ ویسی ہی بات ہے

جیسے ایک اندھے نے اور سجاکھے نے مشترکہ پیسوں سے ایک مرتبہ مٹھائی خریدی۔ جب وہ کھانے لگے تو کچھ دیر کے بعد اندھے کو خیال آیا کہ مجھے تو کچھ نظر نہیں آرہا۔ ہو سکتا ہے یہ جو سجاکھا ہے یہ تیز کھا رہا ہو اس لئے مجھے بھی تیز کھانا چاہئے تو اس نے بڑی تیزی سے کھانا شروع کر دیا۔ اور کچھ دیر کے بعد اسکو خیال آیا کہ وہ بھی تو تیز کھا رہا تھا میں بھی تیز کھا رہا ہوں۔ مگر وہ دیکھ رہا ہے میں دیکھ نہیں رہا کچھ اور شاید اس نے ترکیب کی ہو۔ تو خیال آیا کہ دونوں ہاتھوں سے کھا رہا ہو گا۔ چنانچہ اس نے فوراً دوسرا ہاتھ بھی بیچ میں ڈالا اور دونوں ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا اور جو دیکھ رہا تھا وہ ہنس کر ایک طرف ہو گیا تماشہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کر کیا رہا ہے۔ تو ساتھ ہی اس کو خیال آیا کہ یہ تو کافی نہیں ہے ضرور اس نے کوئی اور ترکیب کی ہو گی۔ کچھ دیر کے بعد اس نے ایک دم پلیٹ پر ہاتھ مارا کہ بس تم نے جو کھانا تھا کھا لیا باقی میرا حصہ ہے۔ اب یہ میرے لئے رہنے دو۔

وہی حال اس حکومت کا ہو رہا ہے

پاگل کا۔ کہ چونکہ نظر نہیں آرہا کہ احمدی ہمارے لئے کیا کر رہے ہیں اس لئے ضرور کچھ کر رہے ہوں گے۔ اور چونکہ کر رہے ہوں گے اس لئے علاج یہ ہے کہ ان کو اور دکھ دیا جائے اور تکلیف دی جائے اور ان کے حقوق ان سے چھینے جائیں اس کے بغیر یہ باز نہیں آتے اور چونکہ اب ہم نے حقوق چھین لئے ہیں اس لئے اور زیادہ کچھ کر رہے ہوں گے۔ اس لئے اب میرا حصہ والی بات رہ گئی ہے چنانچہ اسکی بھی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ میرے حصے کی اب سارے ملک میں یہ ایک ہی ملک ہے ساری دنیا میں مثال اپنی۔ کہ جس میں صرف احمدیوں کی جائیدادوں کا حساب گورنمنٹ تیار کر رہی ہے۔ ان کی تجارتیں ان کی جائیدادیں انہوں نے کہاں سے بنائے کہاں زمین خریدی کس بنجر کو آباد کیا کتنا کر سکے اور ملازمتوں میں کہاں کہاں ہیں۔ صرف حکومت کی ملازمتوں میں نہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ وہی دماغ میں اٹھ کھڑا ہوا ہے کہ باقی [illegible] ہے۔ اب احمدیوں سے جو کچھ تم نے کھا لیا ہے وہ کھا لیا باقی سب کچھ یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ

کب تک ان کو یہ توفیق ملتی ہے

اور کس حد تک ان کے منصوبے بجا ہیں۔ خطرہ تو ان کو ضرور ہے۔ [illegible] میں بتا دیتا ہوں لیکن اس سمت سے نہیں ہے جس سمت میں یہ دیکھ رہے ہیں۔ بدقسمتی لوگ وہ ہوتے ہیں جو خطرے کا مقابلہ کرتے ہیں۔ [illegible] کسی جاہل سمت میں تیاری کر رہے ہوتے ہیں جو طرف کی اور خطرہ کسی اور سمت سے

آجاتا ہے جس سمت سے ان کو خطرہ ہے اُس سمت کی طرف اِن کا تصور بھی نہیں جا سکتا کیونکہ یہ سفلی لوگ ہیں یہ دُنیا کے کیڑے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ الٰہی قوموں کی طرف سے جب خطرے آتے ہیں تو وہ آسمان سے نازل ہوا کرتے ہیں۔ وہ زمین سے نہیں اُٹھا کرتے۔

خدا کی خاطر صبر کرنے والوں کے صبر آسمان توڑا کرتا ہے

وہ نہیں توڑا کرتے۔ پہلے کتنی قومیں آئی تھیں جن سے اُس زمانے کی قوموں نے اسی قسم کے خطرات محسوس کئے تھے۔ وہ یہی سوچتے رہے انہوں نے ہمارے خلاف سازش کرلی ہوگی۔ کسی ملک کو چھوڑ دینا ہے کسی سے انتقام کررہے ہوں گے۔ غیر آرہے ہیں اور سازشیں ہورہی ہیں۔ کبھی لوط پر یہ الزام لگایا کبھی صالح پر یہ الزام لگایا اور ساری مذہب کی تاریخ اس قسم کے فرضی خطرات سے بھری پڑی ہے۔ لیکن خدا ہمیں بتاتا ہے کہ خطرات تو ضرور تھے ان قوموں کو درپیش۔ لیکن وہ زمین سے آنے والے خطرات نہیں تھے وہ آسمان سے نازل ہونے والے خطرات تھے کہ ایسی آندھیاں آئیں۔ ایسے خوفناک خدا تعالیٰ کی طرف سے عذاب کے پکڑنے والے فرشتے آئے کہ ان کا کوئی وجود باقی نہیں رہا وہ کہانیاں بن گئیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے دیکھنا ہو کہ ان کے اوپر کیا بنی اور کیا گزری تو مٹی ہوگئی قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کرو۔ اُن راہوں پر سفر کرو جن راہوں پر وہ کبھی آباد تھے۔ اب وہ زیر زمین دفن ہیں۔ تو یہ بھی ہم اُن کو بتا رہے ہیں اُن کو تو نظر نہیں آسکتا کہ سیال خطرہ تو تمہیں ضرور ہے ہماری طرف سے لیکن یہ خطرہ آسمان سے نازل ہونے والا خطرہ ہے۔ اس لئے اُس طرف کچھ اپنے بچاؤ کا انتظام کرو کچھ اُس طرف سے بھی اپنی حفاظت کا خیال کرو۔

یہ تمام باتیں اگرچہ بہت سے حصے ہیں لیکن یہ تو بہت ہی وسیع مضمون ہے میں نے نمونۃً چند باتیں بیان کی ہیں۔ یہ بتانے کی خاطر کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس ملک کو۔

اگر شرعی سلطان کہہ دیا جائے

تو یہ ظلم یہاں تک نہیں رہتا پھر یہ منتقل ہو جاتا ہے قرآن کریم کی طرف۔ یہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اور خدا کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ پس عدالت نے جو شرعی عدالت کے نام پر قائم تھی جب یہ فیصلہ دیا کہ اِس حکومت کو حق تھا وہ سب کچھ کرنے کا جو انہوں نے جماعت سے کیا۔ تو بنیاد یہ بنائی گئی ہے کہ مسلمان سلطان کو جو شرعی سلطان ہے اُس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں کو فتنہ سے بچانے کے لئے جو چاہے کرے اس حکومت جو شرعی سلطان کا نام دے دیا گیا تو گویا پاکستان میں جو ظلم ہو رہے ہیں وہ سارے شرعی ہو گئے گویا یہ اتھارٹی مل گئی کہ آئندہ کے لئے دُنیا میں جہاں کہیں بھی جب بھی فوجی انقلاب برپا ہوگا وہ انقلاب قرآن کریم کے مطابق شرعی انقلاب کہلائے گا۔ اور اگر ایک شرعی انقلاب پیدا ہوا ہے اور دوسرا انقلاب اُس کو آکر مٹا دے اور اُس کے ٹکڑے اڑا دے تو قرآن کی رُو سے وہ بھی شرعی انقلاب ہے۔ اگر ایک انقلاب دن کو رات کہتا ہے اور رات کو دن، تو وہ بھی شرعی انقلاب ہے۔ دوسرا اُس کے دن کو رات اور اُس کی رات کو دن قرار دے رہا ہو۔ وہ بھی شرعی انقلاب ہے۔ کیونکہ۔

سلطان کا نام شریعت بن گیا ہے

جو حکومت سرتاپا ظلم کا شکار ہو گئی ہے جھوٹ روزمرہ کی عادت بن چکی ہے۔ حق نام سے ناآشنا ہے۔ اُس حکومت کو شریعت کی طرف سے یہ اجازت دے دی گئی ہے۔ یعنی شرعی عدالت کی طرف سے کہ تم جو کچھ کرتے ہو سلطان ہو خدا کے بنائے ہوئے اس لئے تمہیں سب کچھ حق ہے۔ اس سے تو۔

وہی قصہ یاد آجاتا ہے

کہ ایک دفعہ ایک لولا لنگڑا بے چارا، لولا لنگڑا بے چارہ تو تھا ہی ایک دھوکے باز لنگڑا بن کر بیٹھا ہوا تھا بے چارہ بن کے۔ اور ایک گھوڑ سوار جا رہا تھا اُس نے اُس کو آواز دی میاں دیکھو میری حالت پہ رحم کرو۔ میں لولا لنگڑا بے چارہ ہی چل نہیں سکتا مجھے اپنے ساتھ بٹھا لو میں نے لمبا سفر کرنا ہے۔ اُس نے اُس کو ساتھ بٹھا لیا۔ اور وہ تھا ٹانگیں لٹکائے ہوئے ڈھیلے، تھا بالکل ٹھیک ٹھاک۔ جب وہ بیٹھا تو اُس نے دھکا دے کر سوار کو گرا یا اور گھوڑے کو ایڑ دی دوڑانے کے لئے تو سوار نے کہا میاں میں تو تمہیں اب نہیں پکڑ سکتا اس لئے جلدی کی کوئی بات نہیں میرے قریب آؤ میری بات تو سنتے جاؤ اُس نے کہا دیکھیں کیا بات ہے وہ واپس آیا اُس نے کہا بتاؤ کیا کہنا ہے۔ اُس نے کہا گھوڑا تو تم لے جاؤ لیکن ایک بات میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ اب تم سے لنگڑوں کو سواری کوئی نہیں دیا کرے گا۔ اور قیامت تک جتنے ظلم ہوں گے اس وجہ سے کئی ایسے واقعات ہو جاتے ہیں اُن سب کا گناہ تمہارے سر تھوپا جائے گا۔ اس لئے شرعی عدالت نے یہ جو فیصلہ دیا ہے اس کے لئے تو خدا کے سامنے جواب دہ ہے ہی۔

اس فیصلے کی بناء پر

اب قیامت تک شرعی عدالتوں کا اعتبار کسی کو نہیں آتا۔ اور شرعی عدالت کی جو بیان کردہ حکومتیں ہیں اُن سے بھی دُنیا متنفر ہو جائے گی۔ اسلام سے متنفر کرنے کی سازش ہے یہ۔ حقیقت یہ ہے۔ اور یہ سازش باہر کے ملکوں میں عیسائی دنیا کی تیار کردہ سازش ہے۔ تمام دنیا میں اسلام کو بدنام اور ذلیل کرنے اور رسوا کرنے کے لئے یہ قصے چلائے جا رہے ہیں کہ اسلام کے نام پر نہایت غیر اسلامی حکومتیں قائم کی جائیں جو ظلم کی راہ سے اسلام کی دھجیاں اُدھیڑ دیں۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اور اس کے متعلق ایک عدالت نے یہ فیصلہ دیا ہے شرعی کہلاتی ہوئی نے کہ یہ شریعت کے عین مطابق ہے اور شرعی سلطان ہے اور اس کی ہر کارروائی عین شریعت کے مطابق درست ہے۔ اس لئے یہ دُعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے قوم کے اوپر اور باقی مسلمان ممالک پر بھی تو۔

بین الاقوامی سازشوں کا شکار

ہو رہے ہیں استعماری طاقتیں استعمال کر رہی ہیں اُن کو اور اس بات کا ثبوت اس سے بڑا کوئی نہیں ہو سکتا کہ ہر وہ ایسی حکومت جو شریعت کے نام پہ اسلام پر ظلم کر رہی ہے۔ اس کی پشت پناہی ان طاقتوں کو حاصل ہے۔ وہ ایک اُن کے لئے اپنی پشت پناہی ہٹا لیں تو حکومتوں کے ٹکڑے اُڑ جائیں۔ یہ ہے سازش جو اسلام کے خلاف اس کا بھی دردناک احمدی کو ہی کرنا ہے اس لئے جماعت احمدیہ کو جہاں دُعا یہ کرنی چاہئے کہ ملک کی اکثریت کو اللہ تعالیٰ ان کے فتنوں کے عذاب سے بچائے۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ جب ایک حکومت ظالم ہو حد سے بڑھ جاتی ہے تو ایک وقت ہوتا ہے۔ مقررہ جس کے بعد خدا کی پکڑ لازماً آتی ہے۔ اگر اُس کے ظلم کا نشانہ خدا والے لوگ ہوں تو پھر لازماً اس کی پکڑ آجایا کرتی ہے۔ اگر اس کے ظلم کا نشانہ عام دُنیا والے ہوں تو پھر کوئی ضروری نہیں ہے جیسی رُوح ویسے فرشتے۔ جس قسم کی دنیا ویسی اُن کی حکومتیں۔ خدا کو کیا ضرورت ہے کہ ہر جگہ ظالموں کے اوپر ظالم حاکموں کو پکڑتا رہے لیکن یہ ایک قانونِ قدرت ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

ساری شریعت کی تاریخ بتا رہی ہے

کہ جب بھی کسی سلطان نے خدا کے بندوں پر ہاتھ ڈالا ہے تو اُس حکومت کو یقیناً خدا نے تباہ کیا ہے۔ آج کیا ہو یا کل کیا ہو۔ لیکن بالآخر جب خدا کی پکڑ آتی ہے تو۔ لاتَ حِینَ مناص اُس کے بچنے کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ لیکن بعض دفعہ اس پکڑ کے ساتھ جس طرح آٹے کے ساتھ گھن پیسا جاتا ہے۔ بعض سادہ اور صاف نقش لوگ بھی مارے جاتے ہیں بے چارے بڑی اکثریت ہمارے ملک کی نیک دل ہے۔ یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ جو گناہوں میں ملوث بھی ہیں وہ بھی فطرتاً سعید ہیں۔ مجبور ہیں بے چارے حالات سے۔ اگر اُن کو پنپنے کا ماحول میسر آجاتا تو وہ مٹی مزدور زرخیز ہے یہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ بڑا وسیع میں نے جائزہ لیا ہے اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا۔

اُس اُمت کی مٹی زرخیز ہے

یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں صرف مشکل یہ ہے کہ ظالم جو اس کی آبیاری کرتے ہیں وہ غلط ہیں۔ پاکستان ہی سے تو وہ احمدی نکلے ہیں۔ جو آج حیرت انگیز ہمراز ر

استقلال اور ایثار کے نمونے دکھا رہے ہیں وہ کسی اور ملک کی مٹی تو نہیں ہیں۔ کابل کی سرزمین ہی سے تو عبداللطیف شہید پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے قوم کو رد کر دینا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ قوم گندی ہو گئی ہے۔ یہ ماری جائے یہ بالکل ظالمانہ طریق ہے اور واقعہ یہ ہے کہ لیڈر تباہ ہو جاتے ہیں تب جا کے قوموں پہ عذاب آتے ہیں۔ اس لئے قوم کی دعائیں نہیں چھوڑنی۔

قوم کے لئے دعائیں نہیں چھوڑنی

اگر یہ قوم گندی ہوتی تو آج سینکڑوں کی بجائے ہزاروں لاکھوں احمدی مصیبت میں مبتلا ہوتے یہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ بے شمار ایسے واقعات ہیں جو آپ کے علم میں نہیں آرہے جہاں جھوٹے الزام لگائے گئے ہیں اور وہ عام مجسٹریٹ جو دنیا کی خاطر رشوت بھی کھانے والے تھے اتنا خوف خدا کا ضرور رکھتے ہیں کہ خدا کے نام پہ ظلم برداشت نہیں کرتے اور وہ ان مقدموں کو خارج کر دیتے ہیں قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ روزانہ ایسی خبریں بھی آرہی ہیں۔

ایسے پولیس کے آدمی ہیں جو ویسے دنیا داری میں ملوث اپنے نفس کی خاطر گناہ بھی کر لیتے ہیں لیکن اتنا خوف خدا کا ضرور رکھتے ہیں کہ ایک آدمی واضح طور پہ بغیر کسی جرم کے محض خدا کے نام پہ پکڑا ہوا آرہا ہے وہ قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اس لئے تو یہ جو واقعہ پیدا ہو رہا ہے کہ ہزار ہا کوششوں میں سے صرف چند کوششیں کامیاب ہوتی ہیں۔ یہ ہے اس بات کا قطعی ثبوت کہ

قوم کا دل گندہ نہیں ہے

اگر قوم کا دل گندہ ہوتا تو آپ کے حالات بالکل مختلف ہوتے یہ میں یہ آپ کو یقین دلاتا ہوں اس لئے اپنی قوم سے اس احسان کو بدلنا نہیں ہے۔ ہماری اکثریت ہے قوم کی جس نے اس فیصلے کو رد کیا ہے۔ وہ ظلم قرار دیتے ہیں کہ اسلام کے نام پہ اذانیں بند کی جائیں، اسلام کے نام پہ مسلمان کہلانے کے حق سے محروم کیا جائے۔ اسلام کے نام پہ اپنے ذبائح کا حق چھین لیا جائے اسلام کے نام پہ اپنے مذہب کی تبلیغ سے باز کر دیا جائے۔ ہماری اکثریت ہے آپ کے ملک کی یعنی پاکستان کی میرا مطلب ہے۔ احمدیت تو خیر بین الاقوامی ہے لیکن چونکہ پاکستان کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس لئے آپ کا ملک جب میں نے کہا تو مراد پاکستان تھی۔ تو پاکستان کو اس طرح رد کر دیا کہ گویا نعوذ باللہ من ذالک پاکستان ظالم ہو گیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ بعض اخبارات میں مجھے یہ خبریں دیکھ کر بڑی تکلیف پہنچی کہ بعض لکھنے والے جو احمدی نہیں ہیں انگریز ہیں یا جرمن ہیں یا افریقن ہیں۔

انہوں نے ان مظالم کو اس طرح پیش کیا ہے

کہ گویا پاکستان ظالم ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان مظلوم ہے۔ پاکستان ظالم نہیں ہے پاکستان پر ایسے حاکم قابض ہیں جو نہ پاکستانی کہلانے کا حق رکھتے ہیں نہ مسلمان کہلانے کا حق رکھتے ہیں کیونکہ ملک کے خلاف بھی ظالمانہ فیصلے کر رہے ہیں۔ اور مذہب کے خلاف بھی ظالمانہ فیصلے کر رہے ہیں آنکھیں کھول کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور ہر بدی میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اس لئے غریب ملک کو کیوں آپ ظالم کہتے ہیں یا ظالم کہنا برداشت کرتے ہیں۔ ہر جگہ جہاں جہاں احمدی ہے اس کا فرض ہے انصاف کے تقاضے کے لحاظ سے بھی اور احسان مندی کے تقاضے کے لحاظ سے بھی کہ کسی جگہ پاکستانی قوم کے اوپر ظلم کے داغ کو برداشت نہ کرے۔ وضاحت کرے کہ جھوٹ بولا جا رہا ہے اگر کہا جا رہا ہے۔ ہم مظلوم ہیں لیکن پاکستان کے مظلوم نہیں ہیں اُن لوگوں کے مظلوم ہیں جن کا سارا پاکستان مظلوم ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ ہم پر زیادہ ہو رہے ہیں۔ اُن پر کم ہو رہے ہیں۔ لیکن ایک پہلو سے وہ ہم سے بھی زیادہ مظلوم بن جاتے ہیں۔

ان کا والی کوئی نہیں

اُن کے اوپر خدا کی وجہ سے یہ ظلم نہیں ہو رہے خدا کے نام پر ظلم نہیں ہو رہے اس لئے ان لوگوں کی صفوں میں کھڑے ہیں جن میں بعض دفعہ ہزار ہا جرم ہوئے اور سالہا سال تک ظلم ہوتے اور رہتے کبھی کسی نے کوئی شنید اُن کی شنوائی نہیں کی بعض قوموں پہ ایک ایک ہزار سال کے مظالم ہوئے ہیں۔ اس لئے اگر بنظر غور دیکھیں تو پاکستانی جو غیر احمدی ہیں وہ آپ سے ہزار ہا گنا زیادہ مظلوم ہیں۔ کوئی اُن کا والی کوئی وارث نہیں۔ وہ بے چارے بھیڑ بکریوں کی طرح مظالم کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں۔ اور کوئی مستقبل کی امید اُن کو نظر نہیں آرہی۔ احمدی کو تو مستقبل ہی نظر نہیں آرہا بلکہ ایک شاندار ماضی نظر آرہا ہے اپنی ضمانت کے طور پہ۔ وہ جانتا ہے کہ ہم اُس خدا کے نام پر ظلموں کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں جو زندہ خدا ہے غیور خدا ہے جس نے کبھی ہمیں پہلے نہیں چھوڑا تھا آج کیسے وہ ہمیں چھوڑ دے گا تو

مظلوم تو وہ ہیں جن کا سہارا کوئی نہیں

آپ کیسے مظلوم ہو گئے، ان معنوں میں میرا مطلب ہے۔ یعنی مظالم تو ہیں لیکن ان مظالم کی داستان کسی اور طرح ختم ہونے والی داستان ہے۔ یہ مظالم ایسے نہیں ہیں جو جن پہ ہوتے ہیں اُن کو مٹا یا کرتے ہیں یہ وہ مظالم ہیں جو ظلم کرنے والے ہاتھوں کو مٹا دیا کرتے ہیں۔ تبت یدا ابی لہب یہ آواز آپ سنیں یہ وہ آواز ہے جو چودہ سو سال پہلے مکے میں اُس وقت بلند ہوئی تھی جب کہ وہم گمان بھی کوئی نہیں کر سکتا تھا کہ ابولہب اور اس کے ساتھی سردار اس طرح ہلاک ہوں گے کہ اُن کے دونوں ہاتھ کاٹے جائیں۔ کس شان کے ساتھ وہ آواز پوری ہوتی ہے تو جس قوم کے حق میں یہ آوازیں بلند ہو رہی ہوں تبت یدا ابی لہب وتب۔ ہلاک ہو گیا ابولہب اور اُس کے دونوں ہاتھ بھی کاٹے گئے۔ اُس کے لئے مظلومیت سے مغموم ہو جانا اور دب جانا اسکی کوئی حقیقت نہیں۔ بس

اپنے مظلوم بھائیوں کیلئے دعا کریں

اور دعا کریں کہ ایک ظالم کا ظلم اُن کے اوپر نہ ٹوٹے۔ کیونکہ بعض دفعہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے جب قومی عذاب آتے ہیں تو پھر کھرے کھوٹے میں تمیز نہیں کی جاتی۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ان کو ہوش دلائے۔ مجھے یہ نظر آرہا ہے کہ وقت قریب سے قریب تر آرہا ہے اور بہت ہی بھیانک سزائیں مقدر ہیں اِن لوگوں کے لئے۔ اور یہ مجھے پتہ ہے کہ آپ کے دل خواہ کتنے ہی دکھی ہوں کتنا ہی دل یہ چاہتے ہوں کہ یہ ہوا اور وہ ہوا جب سزا آئے گی تو سب سے آپ کو تکلیف پہنچے گی۔ دل کے لحاظ سے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو پاک دل بنا دیا ہے۔ اپنی دعاؤں سے اپنی گریہ وزاری سے اپنی نیک نصائح سے۔ معاف کرنے والا دل دیا ہے حلیم دل دیا ہے اپنے دشمن کے دکھ پہ رونے والا دل دیا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عجیب واقعہ ہے کہ جب آتھم کے متعلق پیشگوئی کی تھی تو جس رات وہ وقت ختم ہونا تھا اُس رات سارا قادیان بے چین تھا اور یہ دعائیں کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ آج اس پہ عذاب آجائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ثابت ہوں۔ صبح اُٹھ کر کسی صحابی نے یہ ذکر کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم تو یہ دعا کرتے رہے ہیں کہ

اللہ اُسے توبہ کی توفیق دے

اور نہ عذاب آئے جس کی سچائی کا سوال تھا اُس کا تو یہ دل تھا۔ اس لئے ہمیں تو وہی دل ملا ہے کہ جب سزائیں ملیں گی تو سب سے زیادہ درد ہمیں ہی پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور اُس وقت سے پہلے اس قوم کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں نے جس کتاب کا ذکر کیا تھا وہ فصل الخطاب نہیں ہے بلکہ القول الفصل ہے فصل الخطاب تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب ہے اور القول الفصل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ تو پہلے بھی یہ یہ حرکت کر چکے ہیں کہ الفصل الخطاب کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی کتاب ظاہر کرنے کی بجائے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف منسوب کیا۔ اور باوجود اس کے کہ غلطی ظاہر کی گئی ہے۔ پھر دوبارہ اُسی پہ تکرار کرنا معلوم ہوتا ہے۔ یہ بددیانتی سے کیا جا رہا ہے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا۔

دو جنازہ غائب

پڑھے جائیں گے آج۔ ایک حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیگم حضرت بو صاحبہ کہلاتی تھیں ہمارے ناظر اعلیٰ، صاحبزادہ مرزا منصور

... ہوئے وفات پاگئی ہیں اور اس میں تو میری اپنی خواہش ... سکتا لیکن مجبوری سی ہو گئی کہ یہ جنازہ غائب پڑھا جائے گا۔ ... اپنے خادم ان کے لئے بھی اگرچہ درخواست کو ئی ... اپنے دل کی یہی تمنا ہے کہ اُنکے جنازے میں میں بھی شامل ہوں ... صدیق صاحب امرتسری۔ کافی لمبا عرصہ انہوں نے دیارِ افریقہ میں تبلیغ کی ہے۔ اور بہت ہی محنت اور خلوص کے ساتھ بے لوث خدمت کی ہے بہت اور بڑی بڑی مصیبتوں میں ان کی جو کتاب ہے۔ رُوح پرور دیا دیں روح پرور یادیں بڑی دلچسپ کتاب ہے واقعی روح پرور ہے۔ میں نے وہ پڑھی ہے ان کے اپنے واقعات بھی اور سلسلے کے دوسرے مبلغین کے واقعات کہ جب افریقہ میں حالات بہت ہی زیادہ تکلیف دہ تھے اور بے انتہا مصیبتیں تھیں جماعت کے لئے اور کوئی ذرائع میسّر نہیں تھے۔ ایسے ذرائع بھی نہیں تھے کہ جس کو بھیجا جائے اُس کو وقت پر واپس بُلا لیا جائے۔ بعض دفعہ سالہا سال ایسے آئے کہ ایک آنہ بھی مبلغ کو نہیں دیا جا سکتا تھا۔ اور وہ جڑی بوٹیاں نکال کر اور مرچ پیکر اُس سے وہ گزارہ کرتے رہے۔ بعض مبلغین نے بڑی تکلیفیں اُٹھائی ہیں اُس زمانے میں وہ کتاب بھی ان کی ضبط کرلی گئی تھی اور اُس جرم میں ان کو قید بھی کرلیا گیا۔ اور ابھی مقدمے کی حالت میں ہی تھے ابھی آزاد نہیں ہوئے تھے جب ان کی وفات ہوئی۔ تو جب خدا آزادی دیتا ہے کسی کو تو کون ہے جو اُس کو روک سکتا ہے۔ تو یہ تو اپنی جنت میں چلے گئے ہیں اللہ تعالیٰ پکڑنے والوں پر رحم کرے۔ ان کے لئے کیا مقدّر ہے یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے تو ان کا جنازہ بھی ہوگا غائب۔

گجرات کے دار الحکومت احمد آباد میں ۔ بقیہ صفحہ اوّل

بالآخر انہوں نے ۲۵ ۸۴/۹ کو معہ اہل و عیال جو دس افراد پر مشتمل ہیں بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک اُن کی استقامت کے لئے درخواست دعا ہے۔ اسی دوران شہر کے مختلف اہم علاقوں کے بہت سے سنجیدہ اور تعلیم یافتہ افراد تک بھی جماعت کا اردو اور گجراتی لٹریچر پہنچایا گیا۔ الحمد للہ کہ اب صوبہ گجرات کے دار الحکومت احمد آباد میں ایک نئی جماعت قائم ہو چکی ہے تاہم وہاں کے احباب جماعت میں سے کسی کے مکان میں بھی اتنی گنجائش نہیں کہ اس میں وہاں جماعتی تقریبات منعقد ہو سکیں۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے موزوں جگہ مہیا ہونے کے اسباب پیدا فرمائے۔ آمین

بمبئی سے تبلیغی وفد کے احمد آباد کے لئے روانہ ہونے سے تھوڑی دیر پہلے خاکسار کو لندن سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک مکتوب موصول ہوا جس میں حضور ایدہ اللہ نے تحریر فرمایا تھا کہ

"اللہ تعالیٰ آپ کے تبلیغی دورہ کو اپنے فضل سے نہایت ہی کامیاب فرمائے۔ آپ کے مشن کو میٹھے پھلوں سے نوازے اور آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔"

(مکتوب گرامی ۸۴/۹/۱۹)

بے شک یہ حضور ایدہ اللہ کی دعاؤں ہی کا کرشمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں میٹھے پھلوں سے نوازا جس کی روحانی حلاوت ہم محسوس کر رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

اظہارِ تشکّر اور درخواستِ دُعا

خدا کے فضل اور احباب جماعت کی دعاؤں کے طفیل میرے چھوٹے بیٹے عزیز عبد الباسط قمر نے انجنیئرنگ کی ڈگری (B.TECH) لدھیانہ سے مکمل کر لی ہے آل انڈیا بنیاد پر منعقدہ مقابلہ کے امتحان (GATE) میں نمایاں کامیابی پر عزیز کو آئی آئی ٹی کھڑک پور میں ماسٹر آف ٹیکنالوجی (M.TECH) کرنے کے لئے جولائی سے داخلہ مل چکا ہے اور اب انشاء اللہ دسمبر ۸۵ء میں یہ ڈگری بھی مکمل ہو جائے گی۔ وباللہ التوفیق۔

احباب سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز کے ان کورسز کو ہر جہت سے خیر و برکت اور ترقی کا موجب بنائے اور آئندہ کی کامیابیوں کا پیش خیمہ ہو آمین

(خاکسار۔ محمد حفیظ بقاپوری سابق ایڈیٹر بدر)

تقریبِ آمین اور درخواستِ دُعا

عزیزہ نافعہ اختر سلمہا بنت مکرم ڈاکٹر عبد السمیع صاحب حیدر آباد نے بفضلہ تعالیٰ چھوٹی عمر میں قرآن کریم ختم کر لیا ہے۔ مورخہ ۸۴/۶/ا کو عزیزہ کی دادی محترمہ زاہدہ بانو بیگم صاحبہ نے حیدر آباد میں بچی کی تقریب آمین کا اہتمام کیا۔ عزیزہ مکرم حکیم محمد عبد الصمد صاحب مرحوم آف حیدر آباد دکن کی پوتی اور مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال آمد۔ قادیان کی نواسی ہے۔ مکرم چوہدری صاحب موصوف اس خوشی میں بطور شکرانہ بیس روپے مختلف مدات میں ادا کر کے قارئین سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو صحت و عافیت والی لمبی زندگی دے۔ نیک۔ صالحہ و خادمہ دین بنائے اور اس کے مستقبل کو روشن کرے۔ آمین۔ (ادارہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے داماد عزیز مکرم سید ناصر احمد صاحب ابن مکرم سید منظور علی صاحب مقیم نیوجرسی (امریکہ) کو بتاریخ ۸۴/۹/۲۲ پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک اس خوشی میں دس روپے اعانت بدر میں ادا کر کے قارئین سے دعاؤں کا خواستگار ہوں کہ مولیٰ کریم نومولود کو نیک، صالح اور خادم دین بنائے۔ درازیٔ عمر و بلندیٔ اقبال سے نوازے اور اس کا وجود والدین اور اہل خاندان کے لئے قرة العین ثابت ہو۔ آمین

(خاکسار ڈاکٹر غلام ربانی درویش قادیان)

عصائے موسیٰ!

ایک آزاد نظم

دیکھنا چاہے گا موسیٰ کے خدا کو جب بھی
کوئی فرعون سہی!
آسمانوں پہ نہیں
اُس کو نظر آئے گا۔
ہاں اِسی خاک کی پنہائی میں، گہرائی میں
بحرِ ذخار کی موجوں کے تلے

پھر انسان کو پھر طور پر سزا وار نہیں
آدمی خاک کا پتلا ہی تو ہے
سر اُٹھا کر جو تکبّر سے خدا کو دیکھے
آسمانوں میں کرے اس کو تلاش
پھر یہ سمجھے کہ خدا کوئی نہیں
اپنے سواء!
جب کہ پڑ جائیگا گردن میں کسی دن پھندا
... خاک، اسی خاک پہ ہوگا پورا
تب نظر آئیگا پھر جلوۂ ربِّ موسیٰ
سر جھکائے ہوئے، حسرت بھرے ارمانوں سے
نامرادی کے سیاہ غار میں کھو جائیگا۔

آج فرعون نے اِک اور سجایا دربار
پھر سے سچائی کو رسواء کرنے
ظلمت و نور کی اُس معرکہ آرائی میں

کونسا جبر نہیں نور پہ ظلمت نے کیا
آخرش نور ہی غالب ہوگا۔

اہلِ حق، اہلِ وفا، صدق و صفا
بزمِ فرعون میں بلوائے گئے
سانپ چھوڑے گئے سچائی کو ڈسنے کے لئے
سحر اور مکر سے جو سانپ بنائے تم نے
اژدھا بن کے نگل جائیگا مہدی کا گروہ
قوم بیضا ہے یہی، ہے یہ عصائے موسیٰ
ہوش میں آؤ ذرا!
کچھ کرو خوفِ خدا
دستِ ظاہر میں ہے موسیٰ کا عصا!
کوئی فرعون سہی
اس کا انجام وہی ہوگا۔
جو پہلے کا ہوا۔

قافلہ مہدی کا ایمان و یقین سے مخمور
سوئے منزل ہے رواں ملت بیضا ہو کر
کسطرح کوئی مٹا سکتا ہے
ساتھ ہو جس کے خدا
جان لو، قافلہ سالار ہے کون!
نائبِ مہدیٔ معہودِ زماں
کامیابی ہے سُنو! جس کا مقدّر لوگو!! ہی

... حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ مراد ہیں۔

تحریکِ احمدیّت

نصب العین، عقائد، اعتراضات کا تجزیہ، تاریخِ انبیاء کی روشنی میں

تقریر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخِ احمدیت بر موقعہ جلسہ سالانہ ربوہ سنہ ۱۹۸۳ء

پہلے دعویٰ کا ثبوت:۔

پہلے دعویٰ کا ثبوت یہ آیت کریمہ ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ ۝ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (المومن ۲۵-۲۶)

فرمایا حضرت یوسف اس سے پہلے دلائل کے ساتھ تمہارے پاس آ چکے ہیں۔ مگر جو کچھ وہ لائے تم لوگ اس کے بارے میں شک ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ جب آپ وفات پا گئے تو تم نے کہنا شروع کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی رسول مبعوث نہیں کرے گا۔ (یعنی نبوت غیر مشروط طور پر ختم ہو چکی اور یہ آخری نبی تھے) اللہ تعالیٰ پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر حد سے گذرنے والے اور شبہ کرنے والے کو گمراہ قرار دیگا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو بحثیں کریں گے جو اللہ اور مومنوں کے نزدیک بہت برا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ متکبر انسان کے پورے دل پر مہر کر دیتا ہے۔

دوسرے دعویٰ کا ثبوت:۔

دوسرے دعویٰ کا ثبوت سورۃ نساء کی آیت نمبر ۷۰ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ آئندہ نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے انعامات کی برکات سے دروازے حضرت ؐ کی پیروی اور تاثیر قدسی سے امت محمدیہ پر کھلے ہیں۔ اور باقی تمام نبیوں کا فیض ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا

پانچویں صدی ہجری کے امام لغت قرآن حضرت امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس آیت کے قطعی معنی یہ ہیں کہ جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے اللہ تعالیٰ اُن کو درجہ اور ثواب کے اعتبار سے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین میں شامل کر دے گا یعنی آنحضرت ؐ کی اطاعت سے نبی بننے والے کو پہلے نبی کے ساتھ، صدیق بننے والے کو صدیق پہلے کے ساتھ شہید بننے والے کو پہلے شہید کے ساتھ اور صالح بننے والے کو پہلے صالح سے ملا دے گا۔

(البحر المحیط جلد ۳ صفحہ ۲۸۷ مؤلفہ حضرت ابن حیان رحمہ اللہ)

اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ بہت جاننے والا ہے۔

خاتم النبیین کے الہامی معنوں کی تصدیق و توثیق اس حدیث قدسی سے بھی ہوتی ہے جو مجدد اسلام حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت حضرت انس بن مالک حلیہ ابو نعیم کے حوالہ سے الخصائص الکبریٰ حصہ اول میں درج فرمائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جو شخص مجھ سے اس حال میں ملے کہ وہ احمد مجتبیٰ کا منکر ہے۔ تو میں اُسے جہنم میں داخل کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب احمد کون ہیں فرمایا میں نے کسی مخلوق کو ان سے بڑھ کر مکرم نہیں بنایا اور میں نے ان کا نام عرش پر آسمان و زمین سے پہلے لکھ رکھا۔ بلاشبہ میری تمام مخلوق پر جنت [illegible] [illegible] موسیٰ نے عرض کیا [illegible] کی امت کون [illegible] فرمایا [illegible] (الحدیث) [illegible] موسیٰ نے عرض کیا مجھے [illegible] کا امتی بنا دے فرمایا تمہارا زمانہ پہلے ہے اور اُن کا زمانہ آخر میں۔

(ترجمہ الخصائص الکبریٰ للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۲۴-۲۵ ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی)۔

اس حدیث قدسی سے خاتم الانبیاء کے یہ الہامی معنی متعین ہو گئے کہ اُمتی نبی آئے گا ضرور۔ مگر وہ آسمان سے نہیں اترے گا آنحضرت ؐ کے خادموں میں پیدا ہو گا اور اسی کو حدیث مسلم میں آنحضرت ؐ نے چار دفعہ نبی اللہ کے خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ نیز یہ کہ حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم پیغمبر نہ واپس آ سکتے ہیں نہ آنحضرت ؐ کے اُمتی نبی بن سکتے ہیں اور نہ ہی امتی کا مقام ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ ان الہامی معنی پر جماعت احمدیہ ایمان رکھتی ہے اس کے برعکس عوامی عقیدہ یہ ہے کہ یہودی امت کے ایک گذشتہ نبی یعنی حضرت مسیح علیہ السلام جو صرف بنی اسرائیل کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے دوبارہ آئیں گے مگر آنحضرت ؐ کے غلاموں میں کوئی امتی نبی نہیں بلکہ معاذ اللہ دجال پیدا ہوں گے۔ اب دنیا بآسانی فیصلہ کر سکتی ہے کہ کون ہے جو حقیقۃً خاتم النبیین پر ایمان رکھتا ہے اور کون ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غیر مشروط آخری نبی قرار دیتا اور ختم نبوت کا تاج آنحضرت ؐ کی بجائے اُن کے سر پر رکھنے کی جسارت کر رہا ہے۔ یہ امر قرآن و حدیث سے بالبداہت ثابت کرنے کے بعد آج سوائے احمدیوں کے کوئی بھی حقیقی طور پر حضرت خاتم النبیین پر ایمان کا دعویٰ نہیں کر سکتا اس ضمن میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس دعویٰ کی مزید تائید و توثیق کے لئے خاتم النبیین کے اُن معنوں کا بھی ذکر کر دیا جائے جو زمانہ حال کے بعض بزرگ اور ممتاز علماء فرماتے ہیں۔ جو یہ ہیں نبیوں کا باپ نبی بنانے والی مہر اور نبوت بخش

(۱)۔ نبیوں کا باپ ہونے کے معنی

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس صفحہ ۱۰ پر بیان فرمائے ہیں۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

”حاصل مطلب آیہ کریمہ اس صورت میں یہ ہو گا کہ ابوت معروفہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوت معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے۔“

یہ معنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی بنانے والی مہر ہیں مولانا محمود الحسن علامہ شبیر احمد عثمانی نے کئے ہیں جو قرآن کے حاشیہ ترجمہ قرآن میں بایں الفاظ موجود ہیں۔

”بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں۔ اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے“

(ناشر نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی، صفحہ ۵۵۰)

مولانا قاری محمد طیب صاحب مرحوم مہتمم دارالعلوم دیوبند کے نزدیک خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ۔

”حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی نبوت بخشی بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آ گیا نبی ہو گیا۔“

(آفتاب نبوت صفحہ ۱۰۹ ناشر ادارہ عثمانیہ ۲۲ پرانی انارکلی لاہور)

اگر یہ صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے کہ لفظ خاتم النبیین میں یہ خبر دی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے باپ ہیں، نبی بنانے والی مہر ہیں اور نبوت بخش ہیں تو دنیائے اسلام کو جلد یا بدیر یہ بھی تسلیم کرنا ہو گا کہ ختم نبوت زندہ باد کا عارفانہ رنگ میں نعرہ لگانے کے حقیقی مستحق صرف اور صرف احمدی مسلمان ہی ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”ہمارا مدعا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کی جائے جو ابدالآباد کے لئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے ...... غرض اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اسی لئے قائم کیا ہے کہ آنحضرت ؐ کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۹۱-۹۲)

ہم جس قوت، یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا

سب لوگ اسکی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے مگر ہم بصیرت تام سے (جسکو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صـ۲۴۲)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہ احمد مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تن خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ وہ بھی ہو فدا

یہاں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ مسئلہ کا بیان تمام تو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں اور عاشقوں کو یہ حکم دیتا ہے لا تفرقوا۔ اپنی سوچ اور فکر کو صرف ہی تفرقہ کے لئے نہیں وحدت کیلئے وقف رکھو پھر فرماتا ہے۔

اعدلوا ھو اقرب للتقوی

عدل و انصاف سے کام لو کیونکہ یہی تقوی کے قریب تر راہ ہے مگر جماعت احمدیہ کو منکر ختم نبوت ثابت کرتے یہاں تک کہا گیا ہے۔ کہ جنوری ۱۹۷۴ء میں جب کہ پاکستان کے انتخابات میں عوامی لیگ جیت گئی اور ڈھاکہ میں پاکستان اسمبلی کا اجلاس متوقع تھا۔ ہمارے محترم کریم فراوان نے ملتان کی ایک مجلس کی طرف سے ایک انگریزی پمفلٹ شائع کرایا جسکا عنوان تھا۔

"An Appeal to the members of National Assembly of pakistan."

جو پمفلٹ کے دیباچہ میں شیخ مجیب الرحمن اور عوامی لیگ کے دوسرے ممبران کو یہ باور کرایا گیا کہ قادیانی مسئلہ ایسا ہے کہ اسمبلی کا مستقبل وابستہ ہے اسی لئے علامہ اقبال نے اس پر شرح و بسط سے قلم اٹھایا نیز قیام پاکستان کے بعد سب سے پہلے جس سیاستدان نے ماحول کی نزاکت کو محسوس کیا وہ عوامی لیگ کے لیڈر سید شہید سہروردی ہی تھے بعد یہ واضح کرنے کے لئے کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے بعض آیات و احادیث درج کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد اقبال کی طرف یہ منسوب کئے گئے حالانکہ وہ دونوں شعر علامہ کے نہیں بلکہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رقم فرمودہ ہیں جو یہ ہیں:-

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

ترجمہ:- آنحضرت ؐ ہی خیر الرسل اور خیر الانام ہیں۔ اور ہر نبوت آپ پر ختم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہو گیا اسلئے ہر پیغمبر بھی ختم ہو گیا۔

رسالہ مذکورہ کی جا سے دانستہ داریاں سے دو باتیں بالکل بے نقاب ہو جاتی ہیں ایک تو یہ کہ احمدیت پر انکار ختم نبوت کا الزام تھوپنے کے لئے کسی بھی غیر اسلامی حربہ سے دریغ نہیں کیا جاتا دوسرے یہ کہ جس شخصیت کے قلم مبارک سے یہ اشعار نکلے ہیں اُس پر اور اُس کے متبعین پر ختم نبوت سے انکار کا الزام سراسر افترا اور بہتان عظیم ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار غلطی سے علامہ اقبال کی طرف منسوب کر دیئے گئے ہیں مگر ایسا نہیں یہ حرکت جانتے بوجھتے کی گئی ہے۔ جسکا دستاویزی ثبوت یہ ہے کہ اس انگریزی عرضداشت کا ترجمہ بھی انہی دنوں ملتان کی اسی مجلس نے شائع کیا لیکن چونکہ مغربی پاکستان کے اردو دان طبقہ میں عوام علامہ اقبال کے کلام سے واقف ہیں اس سے اردو ایڈیشن سے نہ صرف یہ اشعار حذف کر دیئے گئے بلکہ اس سے متعلق مکمل پیراگراف مع عنوان کے غائب کر دیا گیا۔

آیت وبالآخرۃ ھم یوقنون کی تفسیر

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید کی ہر آیت کئی بطن رکھتی ہے اور ہر بطن کا دامن بے شمار حقائق و معارف سے لبریز ہے۔ اس نکتہ معرفت کو نظر انداز کرنے کے نتیجہ میں متعدد سوالات اٹھائے جاتے ہیں مثلاً یہ خیال عام ہے کہ آیت وبالآخرۃ ھم یوقنون (البقرہ) کے صرف یہ معنی ہیں متقی آخرت کی زندگی پر یقین رکھتے ہیں اور آخرۃ کا ترجمہ کہ آئندہ آنیوالی موعود باتوں یا وحی پر یقین باطل ہے۔ قرآن مجید میں کھلی تحریف ہے۔ حالانکہ اول تو قرآن مجید میں آخرت کا لفظ دوسرے معانی کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ مثلاً سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۵ میں ہے۔

"و اذا جآء وعد الاخرۃ"

حضرت ابن عباس نے وعد الاخرۃ یعنی ابن مریمؑ کو قرار دیا ہے۔

(درمنثور للسیوطی جلد ۴ صفحہ ۱۲۶)

اسی طرح سورۃ ضحی میں آنحضرت ؐ کو خطاب ہے کہ ولَلآخرۃ خیر لک من الاولی۔ علماء سلف و خلف نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے:۔

"پچھلی حالت بہتر واسطے تیرے پہلی حالت سے۔" (حضرت شاہ رفیع الدینؒ)

"یقیناً تمہارے لئے بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہے۔"

(سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب)

دوسرے قدیم مفسرین امت میں حضرت قتادہ جیسے نہایت بلند پایہ بزرگ یومنون بالغیب کی تفسیر یں فرماتے ہیں۔

"و یصدقوا بموعود اللہ الذی وعد فی ھذا القرآن۔"

(درمنثور السیوطی جلد ۱ صفحہ ۲۵)

یعنی متقی وہ ہیں جو اللہ کے اس موعود کی تصدیق کرتے ہیں جس کا وعدہ قرآن میں موجود ہے۔

اس آیت سے آگے "و بالاخرۃ ھم یومنون" کے الفاظ ہیں۔ لہذا سیاق عبارت کی رو سے موعود باتیں مراد لینا بالکل درست ہے۔ تیسرے آنحضرت صلعم سے بالا مرۃ کی تفسیر تحقق الاخرۃ ثابت ہے۔ چنانچہ نامور [illegible] حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ:۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .... اعجب الناس ایمانا قوم یجیئون من بعدکم فیجدون کتابا من الوحی فیؤمنون بہ و یتبعونہ"

(درمنثور للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۲۶)

رسول اللہ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمام لوگوں میں ایمان کے اعتبار سے وہ قوم سب سے عجیب ہوگی۔ جو تمہارے بعد آئے گی۔ وہ لوگ وحی سے کتاب (قرآن مجید) کو پائیں گے۔ اور اسی وحی سے اس پر ایمان لائیں گے۔ اور اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ آنحضرت ؐ کی اس پر معارف تفسیر کا ماخذ اور سرمایہ یہی آیت "و بالاخرۃ ھم یوقنون" ہو سکتی ہے لہذا اسے تحریف قرآن کا نام دینا ایک ایسی ناپاک جسارت ہے جس کی توقع کسی عاشق رسول سے نہیں ہو سکتی ہے۔

(باقی)

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ قادیان کے زیر اہتمام

جلسہ یوم اُمّہات

رپورٹ مرتبہ مکرمہ بشریٰ طیبہ عفرنا صاحبہ ۔ قادیان

الحمد للہ کہ لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ قادیان کے زیر اہتمام مورخہ ۲۹ کو ٹھیک ساڑھے چار بجے سہ پہر نصرت گرلز سکول میں زیر صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ جلسہ "یوم اُمّہات" منعقد ہوا مکرمہ بشریٰ صادقہ صاحبہ کی تلاوت کلام پاک کے بعد عہد نامہ دہرایا گیا عزیزہ راشدہ رحمن نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا منظوم کلام حمد و گمراں ۔۔۔ بڑے کام تو ساقیو .... خوش الحانی سے پڑھا ازاں بعد مکرمہ نصرت سلطانہ صاحبہ نے پندرہ روزہ تربیتی کلاس لجنہ اماء اللہ کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ عزیزہ راشدہ پروین نے نظم حمد ایمان مجھ کو دیا ہے ... پڑھی اور مکرمہ رفعت سلطانہ صاحبہ نے پندرہ روزہ تربیتی کلاس ناصرات الاحمدیہ کی رپورٹ پیش کی ناصرات کی تین بچیوں عزیزہ طیبہ صدیقہ، عزیزہ طلیعہ ناہید اور عزیزہ یاسمین اختر نے تحریک داعی الی اللہ سے متعلق دینی معلومات کے سوال و جواب پر مشتمل ایک مختصر سا پروگرام پیش کیا جو بہت پسند کیا گیا۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے ہر دو تربیتی کلاسز میں پوزیشن لینے والی ممبرات میں انعامات تقسیم فرمانے کے بعد بہنوں سے خطاب کیا آپ نے مقامی لجنہ کی صدر صاحبہ نگران ناصرات اور تمام سیکریٹریاں کو مبارکباد پیش کی اور تربیتی کلاس اور جلسہ یوم امہات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہی قوم ترقی کرتی ہے جس کی اگلی نسل پہلے سے زیادہ احسن رنگ میں کام کرنے والی ہو۔ تربیتی کلاسز لگانے کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے۔ بچیوں کو قرآن کریم کا تلفظ صحیح کرانے کیلئے ماؤں کو خاص طور سے توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ صبح کے وقت پابندی سے اونچی آواز میں تلاوت کروائیں۔ روزانہ تربیت کیلئے گھر سے نکلنے کے بعد اساتذہ کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کی اخلاقی تربیت کا دھیان رکھیں۔ بچیوں کو اجلاس میں وقت پر پابندی کے ساتھ بھیجیں بچیوں میں آنحضرت صلعم اور حضرت مسیح موعودؑ کی محبت پیدا کریں۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک داعی الی اللہ کی طرف بہنوں کی توجہ مبذول کراتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یہ تحریک جس طرح مردوں کیلئے ہے اسی طرح عورتوں کیلئے بھی ہے۔ ہماری تبلیغی کوششوں سے جب تک کوئی عورت احمدیت میں داخل نہیں ہوتی اس وقت تک ہمارا کام ادھورا ہے۔ بیویاں ہی تربیت کے لیے ماحول کو دینی بنانے کے لئے تو سزاوار [illegible] ہو سکتا ہے جب لجنہ کی عہدیداران کو ان کا تعاون حاصل [illegible] کہ داعی اور اجلاس بہت کامیاب ہوا۔ اس موقعہ پر لجنہ کی طرف سے [illegible] آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے دعا کروائی [illegible] اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اہم ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

شاہراہِ غلبۂ اسلام پر

ہماری کامیاب تبلیغی اور تربیتی مساعی

تربیتی کلاس لجنہ اماء اللہ اڑیسہ

محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کیرنگ اڑیسہ لکھتی ہیں کہ مورخہ ۲۱ جولائی تا ۱۵ اگست پندرہ روزہ تربیتی کلاس کا اہتمام کیا گیا جس میں قرآن کریم کی تفسیر اور دیگر دینی معلومات پر مشتمل تقاریر ہوئیں ۔ باجماعت نماز تہجد پڑھنے کا انتظام کیا گیا تھا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے کیسٹ سنائے گئے کلاس کے اختتام پر بیت بازی اور کاوجمیدا کا بھی انتظام کیا گیا ۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج برآمد کرے ۔ آمین ۔

جلسہ یوم امہات لجنہ اماء اللہ سکندر آباد

محترمہ فرحت الدین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ سکندر آباد تحریر فرماتی ہیں کہ مورخہ ۱۲/۸/۸۴ کو الہ دین بلڈنگ میں لجنہ اماء اللہ سکندر آباد کی طرف سے جلسہ یوم امہات منعقد ہوا جس میں حیدر آباد کی بعض معزز خواتین بھی شامل ہوئیں ۔ صدارت [illegible] نصیحت کی تھی جلسہ میں مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس نے احمدی بہنوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی خاص طور پر تربیت اولاد کے بارہ میں ماؤں کو تلقین کی کہ وہ نیک اور پاک معاشرہ قائم کریں ۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اپنے بچوں کو نیک اور خادم دین بنائیں ازاں بعد بعض بچیوں نے تقاریر کیں ۔ اور نظمیں پڑھیں آخر پر محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ حیدر آباد نے اپنی تقریر میں بہنوں کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی ۔

میلاپالیم میں کامیاب تبلیغی جلسہ اور ایک نئی جماعت کا قیام

مکرم مولوی احمد عمر صاحب مبلغ مدراس تحریر فرماتے ہیں کہ ضلع ترونلویلی کے مختلف علاقوں کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کا رجحان جماعت احمدیہ کی طرف دیکھتے ہوئے یہاں کی مجلس العلماء نے جگہ جگہ جلسے منعقد کر کے عوام میں بد ظنیاں پھیلانی شروع کیں جن کا ازالہ کرنے کے لئے جماعت احمدیہ میلاپالیم کے زیر اہتمام مورخہ ۱۶/۹/۸۴ ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں جماعت ہائے شنکرن کوئل کوئمبٹور ترونلویلی ۔ ستان کولم مدراس ۔ کوئمبٹور اور شوالکاشی کے احمدی احباب نے شرکت کی جلسہ میں مکرم حسن ابوبکر صاحب ۔ مکرم سید احمد صاحب ۔ مکرم محمد علی صاحب صدر جماعت شنکرن کوئل اور خاکسار نے مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا ۔

اسی روز ترونلویلی اور کنیا کماری کی جماعتوں کے نمائندگان کا ایک خصوصی اجلاس میلاپالیم مشن ہاؤس میں منعقد ہوا جس میں تبلیغی سرگرمیوں کو تیز کرنے کے لئے تبادلہ خیال کرنے کے بعد مختلف منصوبے بنائے گئے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعودؓ کی پندرہ کتابوں کا تامل میں ترجمہ کرنے کا منصوبہ بھی بنایا گیا واضح رہے کہ قرآن مجید کا تامل زبان میں ترجمہ کرنے کا کام جاری ہے ۔

مورخہ ۱۶/۹/۸۴ کو ہی ایک نو احمدی مکرم اکبر علی صاحب کی شادی عمل میں آئی جس میں پانچ صد سے زیادہ غیر احمدی و غیر مسلم مدعو تھے خاکسار نے خطبہ نکاح میں نکاح کے بارے میں اسلامی فلسفہ پر ایک گھنٹہ خطبہ دیا ۔ [illegible] ایجاب و قبول کے فرائض سرانجام دیئے بعدہ علاقہ کے بعض مسلم و غیر مسلم معززین نے تقریر کرتے ہوئے اس شادی کو مثالی قرار دیا اور اسے قابل تقلید نمونہ پر مبارکباد دی ۔ اس تقریب کے بعد دو افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں شامل ہوئے ۔ میلاپالیم سے ۶۰ میل دور سواکاشی کے چند نوجوان میلاپالیم تشریف لائے ان کی خواہش پر سواکاشی میں ایک جماعت کا قیام عمل میں لایا گیا ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو استقامت عطا فرمائے ۔ آمین ۔

قومی یکجہتی اور مذہب کے موضوع پر سیمینار

مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ کلکتہ تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۱۵/۸ کو گوکرنی نامی گاؤں میں "قومی یکجہتی اور مذہب" کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں خاکسار سلطان احمد ظفر مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب مکرم قاضی شہداء رشید صاحب نے تقاریر کیں ۔ جو پسند کی گئیں اس موقعہ پر لٹریچر بھی [illegible]

تقسیم کیا گیا اور لوگوں کے سوالات کے جواب بھی دیئے گئے خدا تعالیٰ اس کے بہتر نتائج برآمد فرمائے آمین ۔

کوڈالی میں تربیتی اجلاس

مکرم سی ۔ ایچ عبد الرحمٰن صاحب معلم وقف جدید لکھتے ہیں کہ مورخہ ۱۲/۹/۸۴ کو بعد نماز عشاء مسجد احمدیہ میں مکرم ٹی ۔ کے سلیمان صاحب سیکرٹری تبلیغ و تربیت کے زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا ۔ خاکسار کی تلاوت اور عزیز تنویر احمد کی نظم خوانی کے بعد صدر صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی بعدہ مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل نمائندہ نظارت تعلیم نے تقریر کی جس کا ملیالم ترجمہ مکرم محمد اسماعیل صاحب آئی پی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے کیا بعدہ مکرم محمد اسماعیل صاحب نے تربیتی تقریر کی صدر مجلس کی اختتامی تقریر اور اجتماعی دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی ۔ اختتام پذیر ہوا ۔

تربیتی کلاس لجنہ اماء اللہ بنگلور

محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بنگلور تحریر فرماتی ہیں کہ :۔ مورخہ ۲۳/۹/۸۴ بروز اتوار دار الفضل میں لجنہ کی پہلی تربیتی کلاس منعقد کی گئی جس میں پچیس ممبرات شریک ہوئیں ۔ محترمہ اقبال النساء صاحبہ کی تلاوت کلام پاک کے بعد محترمہ وسیم النساء صاحبہ نے عہد دہرایا محترمہ یاسمین سمیع اللہ نے حدیث پڑھی محترمہ شاہدہ بیگم صاحبہ نے نظم پڑھ کر سنائی بعدہٗ خاکسار نے نصاب برائے تربیتی کلاس پڑھ کر سنایا اور اس سلسلہ میں ضروری ہدایات دیں ازاں بعد تمام بہنوں کو چھوٹے چھوٹے گروپوں میں بانٹا گیا ۔ بہنوں نے سورۃ فاتحہ با ترجمہ اور چند سورتیں زبانی سنائیں ۔ تمام بہنوں کو احادیث دعائیں اور سورتوں کی تفسیر پر مشتمل نوٹس لکھائے گئے نیز تہجد کے علاوہ پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی اور خدمت خلق کی تلقین کی گئی ۔ بفضلہ تعالیٰ تمام بہنوں نے کلاس سے کماحقہٗ استفادہ کیا ۔ آخر میں خاکسار نے اپنی صدارتی تقریر میں مختلف تربیتی امور پر روشنی ڈالی اور تمام بہنوں کو حضور ایدہ اللہ کے لئے بالالتزام دعاؤں کی تلقین کی اجتماعی دعا کے ساتھ کلاس اختتام پذیر ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

احمدی مبلغ کو قومی یکجہتی ایوارڈ کا مستحق قرار دیا گیا

محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد تحریر فرماتے ہیں کہ دوران سال چیف ایڈیٹر "آندھرا جرنل" جناب رفیق سلطان قریشی نے جو وقتاً فوقتاً جماعت احمدیہ کے تعلق سے بھی اچھے خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں ، نے ایک پندرہ روزہ میگزین "کمیونل ہارمنی" نکالنا شروع کیا ۔ جس کی ادارت کے فرائض زرینہ سلطانہ صاحبہ انجام دے رہی ہیں ۔ اس میگزین کی رسم اجراء پر ایک اشتہار بھی ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے حیدر آباد میں چسپاں کیا گیا ۔ جس میں قومی یکجہتی کے لئے اہم رول ادا کرنے پر مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ جماعت احمدیہ حیدر آباد کو ایوارڈ کا مستحق قرار دیا ہے حیدر آباد کے مخدوش حالات کے پیش نظر اس تقریب میں شمولیت نہ کی جا سکی ۔ اب یہ ایوارڈ مکرم مولوی صاحب موصوف کو آئندہ کسی وقت دیا جائے گا ۔ میں جماعت احمدیہ حیدر آباد کی طرف سے ادارہ "کمیونل ہارمنی" کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک ایسی مذہبی جماعت کے مبلغ کو یہ ایوارڈ دینے کے لئے منتخب کیا ہے جس کا طرۂ امتیاز ہی قومی یکجہتی اور رواداری کا قیام ہے ۔ بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے تو اپنی زندگی کی آخری کتاب ہی "پیغام صلح" کے نام سے تصنیف فرمائی ہے جس میں اہل وطن کے نام یہی پیغام تھا کہ آپس میں صلح کرو اور بھائی چارگی سے زندگی گذارو ۔ بہرکیف ادارہ کمیونل ہارمنی لائق صد ستائش ہے ۔ جس نے احمدی مبلغ کو ایوارڈ برائے قومی یکجہتی دیئے جانے کا فیصلہ کیا ہے ۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

تربیتی اجلاس مجلس انصار اللہ کلکتہ

مکرم فیروز الدین انور صاحب جنرل سیکرٹری مجلس انصار اللہ کلکتہ تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۱۵/۹/۸۴ کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں مجلس انصار اللہ کا تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج منعقد ہوا ۔ کارروائی کا آغاز مکرم صلاح الدین صاحب بہاری کی تلاوت کلام پاک سے ہوا ۔ بعدہ [illegible] نے عہد دہرایا اور مکرم غلام نبی صاحب زاہد نے ایک نظم سنا کر سامعین کو محظوظ کیا ۔ [illegible] نے گزشتہ میٹنگ کی رپورٹ پیش کی ازاں بعد مکرم ادریس خان صاحب مکرم ماسٹر [illegible] صاحب مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ کلکتہ اور محترم صدر اجلاس نے مختلف اہم تبلیغی اور تربیتی موضوعات پر روشنی ڈالی ۔ اجتماعی دعا کے ساتھ مجلس برخواست ہوئی ۔

عیدالاضحیہ کے موقعہ پر — قسط نمبر ۳

قادیان میں قربانی کی رقوم بھجوانے والے احباب

1 MR. Yousouf Mustus ماریشس ایک جانور
2 MR. Rashid Porun (Late) ″ ″
3 MR. Jamal Bhunoo ″
4 MR. Mahmood Ahmad Sultan ″
5 MR. Nazir Bakuth ماریشس ایک جانور
6 MR. Hamid Jagoo ″ ″
7 MR. Ismael Soobhane ماریشس ایک جانور
۸۔ مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ بنگلور ایک جانور
۹۔ مکرمہ باہری حمید صاحبہ دی ہیگ ہالینڈ ″
۱۰۔ مکرم عبدالوحید خان صاحب کنیڈا ایک جانور
۱۱۔ مکرم عبداللہ شکور خان صاحب ″ ″ ″
۱۲۔ اہلیہ محترمہ محمد اعزاز احمد صاحب مرحوم ″ ″ ″

امیر مقامی

عہدیداران جماعت خصوصی توجہ فرماویں

عام طور پر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب جماعت ایسے وفات یافتہ موصی صاحبان کے تابوت بغرض تدفین بہشتی مقبرہ لے آتے ہیں جن کی منظوری مجلس کارپرداز سے نہیں لی ہوتی، یا ایسے کم وقت میں اطلاع دیتے ہیں کہ منظوری حاصل کرنے میں مشکل پیش آتی ہے اس لئے تمام عہدیداران جماعت خصوصاً اور احباب جماعت عموماً قاعدہ نمبر ۹۵ کو ملحوظ رکھیں قاعدہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

قاعدہ نمبر ۹۵:۔ "کسی موصی کی میّت جو کسی دوسری جگہ بطور امانت دفن کی گئی ہو تو کم از کم چھ ماہ گزرنے کے بعد اس کو بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کی غرض سے لانے کیلئے کم از کم ایک ماہ قبل نظارت بہشتی مقبرہ کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہوگا۔ اور بلا حصول اجازت میّت کو نہیں لایا جائیگا۔"

(۲)۔ جس موصی کی میت لانے کی منظوری بھی لی گئی ہو اس کی اطلاع بھی نظارت بہشتی مقبرہ کو معین طور پر دینی ہوگی کہ ہم تابوت فلاں تاریخ کو لا رہے ہیں۔ تا قبر وغیرہ کا انتظام قبل از وقت کیا جا سکے اور موقعہ پر مشکل پیش نہ آسکے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

خوشخبری — دہلی میں احمدیہ مسجد و دارالتبلیغ کی تعمیر

احباب جماعت کو یہ خوشخبری سن کر مسرت ہوگی کہ ہندوستان کے دارالخلافہ دہلی میں جماعت احمدیہ کی مسجد اور دارالتبلیغ تعمیر کرنے کیلئے زمین خرید لی گئی ہے اور قبضہ لیکر چار دیواری بنا دی گئی ہے۔ الحمد للہ اب جلد ہی نقشہ کی منظوری لیکر تعمیر کا کام شروع کیا جانا ہے لہٰذا احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں اور تعمیر مسجد احمدیہ دارالتبلیغ دہلی کے لئے زیادہ عطیہ جات دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ جن احباب نے وعدہ جات لکھوائے ہیں وہ جلد وعدوں کی ادائیگی کی طرف توجہ فرما دیں۔ عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ جلد رقوم اکٹھا کر کے دفتر محاسب کو مد "تعمیر مسجد دہلی" میں بھجوا کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ اللہ تعالےٰ زیادہ سے زیادہ احباب کو اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بدر کی توسیع اشاعت ہر احمدی کا قومی فریضہ ہے۔

صدر صاحبان و سیکرٹریان مال تحریک جدید متوجہ ہوں

تحریک جدید کا سال رواں ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ختم ہو رہا ہے۔ حسب سابق اس سال بھی ماہ اکتوبر میں ہفتہ تحریک جدید منانے کا پروگرام ہے۔ جملہ صدر صاحبان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ ۲۴ اکتوبر تا ۳۱ اکتوبر ہفتہ تحریک جدید کا اہتمام کریں جس میں ایک دن جلسہ کر کے چندہ تحریک جدید کی غرض و غایت و افادیت کے موضوع پر تقاریر کر کے تحریک جدید کی اہمیت واضح کریں اور اس ہفتہ کے دوران اپنی جماعت کا جائزہ لیں کہ آپ کی جماعت میں کوئی مرد عورت بچہ ایسا نہ ہو جو اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے سے رہ گیا ہو۔ کیونکہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس بابرکت تحریک میں ہر فرد کی شمولیت کی تاکید فرمائی ہے۔ جیسا کہ حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں نے اس چندہ کو لازمی کر دیا ہے۔ جماعت کے ہر مرد اور عورت پر فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لیں۔"

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے تحریک جدید کی کم سے کم شرح ۱۲ روپے مقرر فرمائی ہے۔ پس اس ہفتہ کو دعاؤں اور مستعدی سے کامیاب بنائیں اور اس کی رپورٹ دفتر ہذا کو ارسال فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی سید نعیم الدین صاحب انسپکٹر بیت المال آمد

برائے صوبہ جموں و کشمیر

جملہ جماعت ہائے احمدیہ جموں و کشمیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۸۴ سے انسپکٹر صاحب موصوف درج ذیل پروگرام کے مطابق بغرض پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات و بابت شرح بجٹ ۸۵-۱۹۸۴ء کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔ لہٰذا جملہ عہدیداران جماعت و مبلغین سلسلہ سے انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ کما حقہٗ تعاون کرنے کی درخواست ہے۔ متعلقہ جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو بذریعہ خطوط اطلاع دی جا رہی ہے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	-	۲۰ 10/84	چک ایرچھ ڈنہائی	۱۳	۱	۱۴ 11/84
جموں	۲۴ 10/84	۱	۲۵	امرآباد	۱۴	۲	۱۷
پونچھ، درہ دلیاں، نونہ بانڈی	۲۵	۲	۲۷	شورت	۱۷	۱	۱۸
				آسنور	۱۸	۲	۲۱
شینڈرہ	۲۷	۱	۲۸	کوریل	۲۱	۱	۲۲
سلوہ گورساہی پھانتر	۲۸	۱	۲۹	رشی نگر	۲۲	۳	۲۵
کلابن لوہارکہ	۲۹	۱	۳۰	ماندوجن	۲۵	۱	۲۶
چارکوٹ	۳۰	۲	۱ 11/84	صوفی ناسن کاگرہ	۲۶	۱	۲۷
بڈھانوں	۱ 11/84	۱	۲	ہانلو	۲۷	۱	۲۸
جموں	۳	۱	۴	میشہ واڑ	۲۸	۱	۲۹
بھدرواہ	۴	۲	۶	سرینگر	۲۹	۲	۳۱
سرینگر	۶	۲	۸	اونہ گام	۱ 12/84	۱	۲ 12/84
ہاری پاری گام	۸	۱	۹	ترک پورہ	۲	۱	۳
اسلام آباد	۹	۱	۱۰	کچھ مرگ لولاب	۳	۱	۴
اندورہ	۱۰	۱	۱۱	سرینگر	۴	۳	۷
یاری پورہ	″	″	″	قادیان	۹	—	—

دینی فرائض کی بجا آوری میں پچاس فیصدی حصّہ انفاق فی سبیل اللہ کو قرار دیا گیا ہے

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

افضل الذکر لا الٰہ الا اللّٰہ

(حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۶/۵/۳۱ لوئر چت پور روڈ - کلکتہ - ۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475
RESI. 273903

CALCUTTA - 700073.

"الخیر کلّہ فی القرآن"

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

FOR BEAUTIFUL AND DURABLE RINGS OF

الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ

MADE OF PURE GOLD & SILVER
(AND)
ALL TIPES OF ORNAMENTS IN LATEST DESIGNES.

PLEASE CONTACT:-

KASHMIR JEWELLERS,

OPPOSITE MASJID AQSA, QADIAN-143516.

"میں وہی ہوں

جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا۔"

(فتح اسلام مصنفہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

(پیشکش)

لبرٹی ہوٹل

نمبر ۵۰ - ۲ - ۱۸
فلک نما
حیدرآباد - ۵۰۰۲۵۳

"محبت سب کیلئے
نفرت کسی سے نہیں"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ تپسیا روڈ - کلکتہ - ۷۰۰۰۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS,

2 - TOPSIA ROAD, CALLUTTA - 700039.

"AUTOCENTRE" تار پتہ :-
23-5222
23-1652 ٹیلیفون نمبرز :-

آٹو ٹریڈرز

۱۶ - مینگو لین - کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار

HM براے :- ایمبسڈر ● بیڈفورڈ ● ٹریکر HM

SKF بال اور رولر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر

ہر قسم کی ڈیزل اور پیٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں

AUTO TRADERS,

16 - MANGOE LANE, CALCUTTA - 700001

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

ورکشاپ، موٹر سائیکل، کاروں کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگز کی خدمات حاصل فرمائیے

AUTOWINGS,

32, SECOND MAIN ROAD.

C.I.T. COLONY

MADRAS - 600004.

PHONE NO. 76360.

آٹو ونگز

رحیم کاٹیج انڈسٹریز

RAHIM COTTAGE INDUSTRIES.

17 A, RASOOL BUILDING
MOHAMEDAN CROSS LANE
MADANPURA
BOMBAY - 8.

پرفیکٹ ٹریول ایڈس

PERFECT TRAVEL AIDS,

D/2/54 (1)
MAHADEVPET,
MADIKERI - 571201.
(KARNATAK)

ریگزین - نرم چمڑے جینس اور ویلویٹ سے تیار کردہ بہترین - معیاری اور پائیدار سوٹ کیس - بریف کیس - سکول بیگ - ایئر بیگ - ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ) - ہینڈ پرس - منی پرس - پاسپورٹ کور اور بیلٹ کے مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز!

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

منجانب:- احمدیہ مسلم مشن - ۲۰۵ - نیو مارکٹ سٹریٹ کلکتہ ۱۷۰۰۰۱ .... فون نمبر ۲۳۲۷۱۷

ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کرینگے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس سٹاکسٹ جیون ڈریسنر - مدینہ میدان روڈ بھدرک - ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر:- شیخ محمد یونس احمدی - فون نمبر:- 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس

کورٹ روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

گڈ لک الیکٹرانکس

انڈسٹریز روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو - ٹی وی

اوشا پنکھوں اور سلائی مشینوں کے سیل اینڈ سروس

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے"

(کشتی نوح)

پیشکش:-

ROYAL AGENCY,

C.B. CANNANORE - 670001

H.O. PAYANGADI - 670303 (KERALA)

PHONE:- PAYANGADI - 12. CANNANORE - 4498.

حیدر آباد میں

فون نمبر:- 42301

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش اور قابلِ بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپیرنگ ورکشاپ (آغاپورہ)

۴۸۷ - ۱ - ۱۶ سعید آباد - حیدر آباد (آندھرا پردیش)

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)

فون نمبر:- 42916 ———— ٹیلیگرام:- "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز:- کرشڈ بون - بون میل - بون سینیوس - ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۲۲۰/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن - حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی سے معمور کرو!

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

NIR ®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:- آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ہارڈ شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۸/ اکتوبر ۱۹۸۲ء رجسٹرڈ نمبر پی/ جی ڈی پی ۳